احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۲۹ قیمت بارہ روپے مئی ۱۹۹۷ء



عظیم دینی درسگاہ مدرسہ شاہ ہمدان

سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ (رجسٹرڈ) سکردو بلتستان کے اراکین اور مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے منتظمین نے دینی ادارے کو چلانے کے لئے نوربخشی عوام سے ایک بار ہنگامی چندہ اور سرکاری، نیم سرکاری ملازمین، کاروباری حضرات سے مستقل طور پر ان کی آمدنی کا ڈھائی فیصد چندہ ماہوار لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

یاد رہے کہ فی زمانہ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو ہی وہ واحد درسگاہ ہے جس سے احیائے تصوف اور اتحاد ملی کی تمام تر امیدیں وابستہ ہیں اور جہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید اور مروجہ علوم کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

لہذا تمام نوربخشی پیروکاروں سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس کار خیر میں بھرپور طریقے سے تعاون کر کے ملی یک جہتی اور جذبے ایمانی کا عملی مظاہرہ کریں۔ شکریہ

اکاؤنٹ نمبر 023 - BDA زرعی ترقیاتی بنک سکردو -

منجانب: غلام علی حیدری
جنرل سیکرٹری

سرورق کی تصویر
تصویر خیالی شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

احیائے تصوف کا علمبردار اور

اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم

شمارہ نمبر ۲۹ — قیمت بارہ روپے — مئی ۱۹۹۰ء

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:

رنگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	-/144 روپے سالانہ
کویت	-/600 روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	-/600 روپے سالانہ
انڈیا	-/400 روپے سالانہ
یورپ	-/600 روپے سالانہ

خط و کتابت اور مضامین

بھیجنے کا پتہ:

مکان نمبر D-1021

سیٹلائٹ ٹاؤن

سید پور روڈ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور

رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14

کینگری IV ، آئی ایٹ ون،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

فکر و تذکر	خواہش اور خوف	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
تصوف	اسلامی تصوف پر اعتراضات	محمد انور کوروی
احوال صوفیاء	شیخ نجم الدین کبریٰ	غلام حسن نور بخش
اہل بیت	فضائل اہل بیت	شکور علی انور
ہمدانیات	حضرت شاہ ہمدان اور احتساب	محمد طیب ہمدانی
نور بخشیات	سید قاسم شاہ کھرکوی	سید عباس کھرکوی
اوراد و ادعیہ	تعارف اوراد فتحیہ	ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر
	درود شریف کے فضائل	محمد ابراہیم خلیل
ادب تصوف	مناجات	محمد یونس کیفی وفا
فکر و نظر	مرد مؤمن	غلام مہدی معروف
تعارف و تبصرہ کتب	منشور عشق	علی احمد قمر
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	غلام حسین معروفی
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	غلام محمد غازی

ماہنامہ نوائے صوفیہ کا اکاؤنٹ نمبر

ACCOUNT NO 17738

UBL SECRETARIAT BRANCH ISLAMABAD

PAKISTAN

مضامین خطوط اور خبروں کے مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G.6/1.1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تدبر

خواہش اور خوف

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ زین للناس حب الشھوات من النسآء و البنین و القناطیر المقنطرۃ من الذھب و الفضۃ و الخیل المسومۃ والانعام و الحرث ط ذالک متاع الحیوۃ الدنیاج واللہ عندہ حسن المآب۔ انسان کے لئے مرغوب چیزوں (مثلاً) عورتیں، بیٹے، چاندی سونے کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور کھیتی باڑی میں وابستگی و خوشنمائی رکھ دی گئی ہے ۔ (لیکن) یہ تو صرف دنیوی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور

بہتر ٹھکانہ تو اللہ ہی کے پاس ہے

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں نفسیات انسانی کے ایک اہم ترین پہلو خواہش کی حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے ۔ یوں تو خواہش اور خوف ہمہ گیر موضوعات ہیں اور ان کے بارے میں قرآن، حدیث اور اقوال اصحاب سلف میں بہت کچھ وارد ہوا ہے اور اس مختصر سے مضمون میں ان سب پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہیں ہے ۔ لیکن ہم حسب روایت آسان اور گفتگو کے انداز میں علمی حوالوں کے بغیر اس موضوع پر مختصر گفتگو کریں گے ۔ یاد رہے کہ یہ موضوع اس لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ انسانی زندگی کے تقریباً جملہ افعال اور امور کی قوت محرکہ یہی دو چیزیں ہیں ۔

خواہش اور خوف جملہ جاندار اشیاء کی جبلت INSTINCT میں شامل ہوتے ہیں ۔ البتہ ان کی نوعیت ہر نوع کے ارتقائی ذہنی اور ماحولیاتی عوامل کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے ۔ جہاں تک نوع انسانی کا تعلق ہے اس میں یہ دونوں چیزیں دیگر نوع کے جانداروں کی نسبت ایک اعلیٰ و ارفع، اور پیچیدہ نفسیاتی اور روحانی سطح پر موجود ہوتی ہیں ۔

جہاں تک خوف کا تعلق ہے اس کا بنیادی سبب خطرے کی معرفت حاصل ہونا ہے ۔ لیکن خوف معلوم وجوہ کے علاوہ نامعلوم کا بھی ہوتا ہے ۔ اور ہماری روزمرہ زندگی کی سرگرمیوں کا ایک بڑا حصہ اسی معلوم اور نامعلوم کے خوف سے گلو خلاصی کرنے کی تگ و دو ہے ۔ اس عمل کا عمومی ثمرہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان اس خطرے کا سد باب کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جو اسے لاحق ہوتا ہے ۔ اور جب اس خطرے کا سد باب ہو جائے تو اس کو سکون اور تسکین حاصل ہوتی ہے جو تمام انسانوں کی اصل منزل حیات ہے ۔ پس خوف ان معنوں میں ایک مثبت قوت محرکہ ہے جو انسان کو عمل پر آمادہ کرتی ہے اور خواہش کی طرح بے شمار انسانی ترقیوں اور فتوحات کا باعث بنتی رہی ہے ۔ پس مناسب حد تک خوف کا موجود رہنا انسانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے ناگزیر ہے لیکن کثرت خوف بعض اوقات ایک ذہنی بیماری کی صورت اختیار کر لیتی ہے جو قوت عمل اور عزم و ارادہ کو مفلوج کر کے رکھ دیتی ہے ۔ جس کے باعث بسا اوقات انسان کا زندگی ہی سے جی اچاٹ ہو جاتا ہے ۔ یہ خوف معلوم کا بھی ہو سکتا ہے اور نامعلوم کا بھی بہر حال غیر مناسب حد تک اس کی زیادتی فائدے کی بجائے نقصان کا باعث بنتی ہے ۔

خوف کی طرح خواہش بھی انسانی فطرت اور جبلت کا حصہ ہے ۔ کہتے ہیں کہ خواہشات کا سلسلہ لامحدود ہوا کرتا ہے اور ان کی تکمیل کسی بھی انسان کے لئے کار محال ہے ۔ دوسری طرف سنجیدہ ذہن کا حامل پختہ کار شخص خواہشات کو اپنے مقصد حیات کا تابع بنا کر انہیں کسی حد تک محدود کر لیتا ہے ۔ اگر کسی شخص کا مقصد حیات کسی بلند آدرش یا مثالیت پسندی IDEALISM پر مشتمل نہ بھی ہو اور وہ محض لذائذ حیات سے تمتع کو ہی اپنا نقطہ نظر بنائے تو اس صورت میں بھی خواہشات کو عقل کا محکوم بنا کر ان کو بے لگام ہونے سے روکنا ہی حقیقی معنوں میں نفع بخش ہے ۔ اس سلسلے میں صاحب فہم و فراست سب سے پہلے عرفان ذات کا مرحلہ طے کرتا ہے وہ اپنی ذات میں قدرت حق کی طرف سے ودیعت کردہ صلاحیتوں اور کمزوریوں کو پہلے اچھی طرح چھان پھٹک کر دیکھتا ہے اور پھر اپنے جسم، اپنے ذہن اور اپنی روح کی بنیادی ضرورتوں اور نفع و ضرر کا تعین کر لیتا ہے ۔ اب اس مقام پر اس کے لئے یہ بات آسان ہو جاتی ہے کہ وہ خواہشات کی درجہ بندی کرے اور صرف ان

خواہشات کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرے جو دنیوی اور اخروی زندگی میں اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوں سمجھاں یہ واضح کر دیناضروری ہے کہ خواہش طمع اور حرص کی طرح مذموم اور منفی صفت یا رویہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک مثبت اور حیات بخش قوت ہے۔ کیونکہ خواہش کی موجودگی ہی سے عزم وارادہ پیدا ہوتا ہے اور جو انسانی قویٰ کو میدان عمل کی طرف مہمیز کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں عقل مند شخص اپنے لامحدود خواہشات کے راستے میں ایک لکیر یا حد فاصل کھینچ لیتا ہے جس سے آگے کا سفر اس کے لئے سرابوں کے تعاقب کی سی حیثیت رکھتا ہے جو ایک ایسی سعی لاحاصل ہے جو موت کی وادی میں جاکر ختم ہوتی ہے۔

تصوف کا ایک بنیادی کردار یہ ہے کہ یہ خوف اور خواہش جیسی بنیادی انسانی جبلتوں کی تہذیب کرتا ہے۔ مرد صوفی کی بنیادی خواہش خالق حقیقی کی رضا، قرب اور وصال ہے اور اس کی دیگر جملہ خواہشات اس بنیادی خواہش ہی کے گرد گھومتی ہیں۔ اسی طرح اس کا خوف بھی اس بنیادی خواہش ہی کی تکمیل کا ذریعہ ہے جو تکمیل خواہش کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور صوفی کو ولایت کا وہ مقام حاصل ہوتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

امام غزالی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف کیمیائے سعادت میں اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

"یاد رہے کہ مقامات دین میں سے مقام اول یقین و معرفت کا ہے اور پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ خوف سے زہد، صبر اور توبہ کا ظہور ہوتا ہے اور زہد و توبہ سے صدق واخلاص پیدا ہوتا ہے اور صدق واخلاص سے دوامی ذکر و فکر کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور ذکر و فکر کی بدولت انس و محبت کا مقام حاصل ہوتا ہے اور یہی انتہائی بلند ترین مقام ہے کیونکہ رضا، سپردگی اور شوق خود محبت ہی کے تابع ہوتے ہیں۔ پس یقین و معرفت کے بعد خوف ہی وہ چیز ہے جسے کیمیائے سعادت کہہ سکتے ہیں۔

بدقسمتی سے دور حاضر کا انسان جس خواہش اور خوف کا اسیر ہے اس کی نوعیت نہایت اور سفلی ہے یہ خواہش اور خوف سراسر جسم کی دنیا سے علاقہ رکھتے ہیں اور انسان کے حقیقی مقصد حیات کی تلاش و جستجو اور بلند انسانی آدرش اور نصب العین سے یکسر تہی ہیں اور پھر اس میں بھی بے اعتدالی کا یہ عالم ہے کہ اگر اس دور کو بیمار خواہشوں اور بے بنیاد خوف کا دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ دور حاضر کا انسان مذکور بالا آیت کریمہ کے مصداق دنیوی عیش و عشرت کے سامان کی خواہش میں دیوانہ وار بھاگنے دوڑنے میں مصروف ہے۔ یعنی عورتوں اور بیٹوں کی خواہش، مال و زر کی خواہش، گھوڑوں یعنی نئے نئے ماڈل کی کاروں اور گاڑیوں کی خواہش اور کھیتوں اور جاگیروں اور یا ان کی نئی صورت یعنی کارخانوں اور ملوں کی خواہش ہی دور حاضر کے ہر انسان کا مطمح و محور حیات ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اسے ایک عجیب قسم کا خوف بھی لاحق ہے چنانچہ مفلسی کا خوف اسے حصول و ارتکاز مال و زر پر ہمہ تن تیار رکھتا ہے۔ رائے عامہ کا خوف اسے بے ہودہ اور بے کار رسوم ورواج کا پابند بنائے رکھتا ہے۔ جنگ کے خوف سے وہ اسلحہ اور گولہ بارود کے انبار لگاتا رہتا ہے اور ان سب خدشوں کے علاوہ اسے ایک خوف نامعلوم بھی لاحق ہے جو اس کی بے خدا زندگی کا پیدا کردہ ہے اور یہ خوف نامعلوم اسے ایک شدید ذہنی اور نفسیاتی خلش اور خلجان کا شکار رکھتا ہے اور وہ گوناگوں نفسیاتی عوارض سے دوچار اور زندگی کی حقیقی راحتوں سے محروم رہتا ہے۔

دوسری طرف تصوف کا خوبصورت نظام حیات ہے جس میں خواہشات کی نوعیت نہایت پاکیزہ ہے اور خوف کا کردار بھی نہایت مفید اور حیات بخش ہے جو نہ صرف انسان کے مقصد حقیقی یعنی خالق حقیقی کی قربت اور وصال کے حصول کا ذریعہ ہے بلکہ ان کی وجہ سے انسان دوستی، محبت اور صلہ رحمی کے مثبت انسانی جذبات کو فروغ ملنے کے باعث اس دنیا میں بھی انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان زرین تعلیمات پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

والاذان تکبیراتہ الاول رباع و الباقی لا یجوز الا مثنی و الاقامۃ یجوز مثنی الا تہلیل الاخر منہ و یجوز فرادی الا قد قامت الصلواۃ و التکبیرات

اذان اور اقامت کا مسئلہ

ترجمہ

اذان کی ابتدائی تکبیریں چار چار ہیں ۔ باقی کلمات صرف دو دو بار ہی روا ہیں ۔ آخری تہلیل (لا الہ الا اللہ) کے سوا اقامت دو دو بار روا ٹھہرتی ہے ۔ کلمہ (قد قامت الصلواۃ) اور تکبیروں کے سوا اقامت کے کلمات ایک ایک بار بھی روا ٹھہرتے ہیں ۔

وضاحت

مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کا واضح عندیہ دیا گیا ہے ۔

۱ ۔ اذان کی ہیئت صوری

۲ ۔ اقامت کی ہیئت صوری

۳ ۔ وجدان تفاوت

تفصیل وضاحت

۱ ۔ اذان کی ہیئت صوری کا واضح انداز میں یوں پتہ چلتا ہے کہ اس کا آغاز تکبیروں سے ہوتا ہے ۔ بحیثیت کلمات اذان تکبیروں سے قبل کوئی کلمہ موجود نہیں ۔ تکبیر "اللہ اکبر" کہنے کا نام ہے ۔ اذان کے آغاز میں تکبیر مذکور کو چار بار دہرایا جاتا ہے ۔ "تکبیراتہ الاول رباع" کا مطلب یہی ہے ۔ یعنی اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر ۔ دیگر کلمات اذان صرف دو دو بار ہی روا ہیں ۔

ایک کھلا اشارہ

"تکبیراتہ الاول" سے ہر صاحب فہم و فراست کے لئے ایک کھلا اشارہ یہ مل جاتا ہے کہ اذان کے آغاز میں موجود تکبیرات کے علاوہ اذان کے کلمات کی فہرست میں ایک تکبیر اور بھی ہے ۔ گویا اذان کے آغاز میں بھی تکبیریں ہیں اور اذان کے اختتام سے قبل بھی تکبیریں ہیں ۔ فرق اتنا سا ہے کہ آغاز میں مکرر چار تکبیریں ہیں اور اختتام سے قبل مکرر دو تکبیریں ہیں ۔

۲ ۔ اقامت کی ہیئت صوری کا واضح انداز میں یوں پتہ چلتا ہے کہ اقامت پڑھنے کی صورت میں کلمات کو مکرر دو دو بار دہرایا جانا بھی روا ہے تاہم آخری تہلیل ایک بار پڑھی جاتی ہے ۔ اقامت پڑھنے کی صورت میں کلمات کو ایک ایک بار پڑھنا بھی روا ٹھہرتا ہے ۔ تاہم اس صورت میں کلمہ "قد قامت الصلواۃ" اور تکبیرات کو دو دو بار ہی مکرر پڑھنا مقرر ہے ۔ آخری تہلیل "لا الہ الا اللہ" کو اقامت پڑھنے کی دونوں جائز صورتوں میں صرف ایک بار ہی پڑھنا متعین ہے ۔

۳ ۔ اذان کی ہیئت صوری اور اقامت کی ہیئت صوری دونوں اپنی اپنی مقررہ صورتوں میں زیب وضاحت بن چکی ہیں ۔ اس سے دونوں میں موجود واضح فرق کو بھی ہر ذی شعور فرد آسانی سے سمجھ سکتا ہے ۔ گویا وجدان تفاوت کی صورت کچھ یوں ہے ۔

۱ ۔ اذان کے آغاز میں چار تکبیریں ہیں اور دیگر کلمات دو دو بار مقرر ہیں ۔

۲ ۔ اقامت کے آغاز میں دو تکبیریں ہیں اور آخری تہلیل صرف ایک بار پڑھی جاتی ہے ۔

۳ ۔ اقامت میں کلمہ "قد قامت الصلواۃ" کو ایک بار پڑھنے کا اضافہ شامل ہے ۔

۴ ۔ اقامت میں کلمات کو ایک ایک بار پڑھنا بھی تواتر کے ساتھ روا چلا آتا ہے تاہم اس ایک ایک بار پڑھنے کی صورت میں بھی

باقی صفحہ نمبر ۱۹ پر

اسلامی تصوف پر اعتراضات کی حقیقت

محمد انور کوروی

(مضمون نگار بلبل تصوف مولوی محمد علی کوروی مرحوم کے فرزند ارجمند ہیں ۔ اپنے والد گرامی کی طرح جن کی عارفانہ تقریروں سے قارئین فیضیاب ہو چکے ہیں ، انور کوروی بھی حقیقت تصوف و عرفان کا گہرا شعور رکھتے ہیں جس کا اندازہ زیر نظر مضمون کے مطالعے سے ہوگا۔)

تصوف پر بے جا اعتراض کرنے والے حضرات کو اس حقیقت کا شعور حاصل ہونا چاہیئے کہ یہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ دین اسلامی کی روحانی تعلیمات ہی کو تصوف کا نام دیا گیا ہے علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ کی طرح علم تصوف بھی اسلامی علوم کی ایک اہم شاخ ہے ۔اگرچہ جملہ اسلامی علوم کے اصول قرآن واحادیث میں ہی موجود تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارک میں ان علوم کی درجہ بندی کر کے ان کو الگ الگ مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے جب جہاد فی سبیل کے فریضے سے کسی قدر فراغت پائی تو ان علوم کی تدوین کی طرف متوجہ ہوئے ۔چنانچہ جب علوم اسلامی کی تبلیغ اس نہج پر شروع ہوئی تو تصوف ایک اہم علمی موضوع بن گیا۔

علم روحانیت کو تصوف کے علاوہ معرفت ، عرفان ، سلوک الی اللہ اور علم طریقت کے ناموں سے بھی موسوم کیا گیا ہے ۔تصوف کی وجہ تسمیہ کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ وجہ تسمیہ اصحاب صفہ کی پاک زندگی ہے جو دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف عبادات الٰہی اور زہد وتقویٰ میں منہمک ہو گئے تھے ۔ کچھ ارباب تحقیق نے لفظ صوفی کو صفاء سے مشتق قرار دیا ہے جس کے معنی صفائے باطن یا تزکیہ نفس ہے ۔چونکہ اس مسلک کے پیروکار خلوص قلبی اور صفائے باطن کے ذریعے روحانی منازل اور مراتب طے کرتے ہیں اس لئے وہ صوفی یا صوفیہ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

تفریق ظاہر و باطن کا الزام

تصوف پر اعتراضات کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب اسلامی تعلیمات ظاہری اور باطنی حصوں میں منقسم ہو گئیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانے میں چونکہ تمام مسلمان اسلام کی جملہ ظاہری اور باطنی صفات سے مزین تھے اس لئے علوم ظاہری اور باطنی میں بھی کوئی تفاوت نہیں پایا جاتا تھا۔اس دور کے مسلمان جہاں ظاہری علوم کے عالم تھے وہاں باطنی طور پر بھی خدا رسیدہ اور فنافی اللہ اور بقاباللہ کے درجوں پر پہنچنے والے باکمال عارف تھے ۔ لیکن بعد کے زمانے میں جب اکثر لوگ صرف ظاہری تعلیمات اور ظاہری عبادات پر اکتفا کر کے انہی کو اسلام کا نام دینے لگے اور دین کی روح سے بے نیاز ہو گئے تو اہل حق نے آواز حق بلند کی اور زور دار پیرائے میں اس حقیقت کی تعلیم دینے لگے کہ دین صرف ظاہری وضع قطع کا نام نہیں بلکہ جملہ ظاہری عبادات کی اصل غرض وغایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ، قرب اور وصال حاصل کیا جائے ورنہ عبادات کی ظاہری صورت تو محض ایک بے روح ڈھانچے کی طرح ہے ۔یہی بات اہل ظاہر اور اہل باطن کے درمیان کشمکش اور اختلافات کا نقطہ آغاز ثابت ہوئی ۔ظاہر و باطن کی یہ بحث آج بھی شد و مد سے جاری ہے ۔

اس مسئلہ میں غور و فکر کرنے والے کے لئے اس حقیقت کا ادراک چنداں مشکل نہیں کہ اہل تصوف کا ظاہر و باطن کا نقطہ نظر قرین عقل و علم ہے کیونکہ دنیا میں ہر چیز کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے ۔پس اسلام کا ظاہر تو یہ ہے کہ کلمہ پڑھا جائے ، نماز پڑھی جائے ، روزہ رکھا جائے ، اور حج کیا جائے اور ان سب چیزوں کا باطن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کی جائے ۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی میرے ذکر کی خاطر نماز قائم کرو۔اس سے معلوم ہوا کہ نماز مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ ذکر الٰہی مقصود بالذات ہے اور ذکر بھی مذکور کی خاطر کیا جاتا ہے لہٰذا مقصود اصلی وہ ذات پاک ٹھہرا جس کی خاطر ذکر کیا جائے ۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جب آدمی عبادات الٰہی میں پابندی کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے جسے محبت بھی کہہ سکتے ہیں۔یہی وہ محبت ہے جس کی راہ میں اہل معرفت یا اہل تصوف اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں ۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "جب بندہ (کثرت) نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں (بھی) اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور اس سے محبت کرتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کی آنکھ ، کان ، ہاتھ ، پاؤں اور قلب بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ، سنتا ہے ، پکڑتا ہے ، چلتا ہے اور علم حاصل کرتا ہے ۔" یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے ۔امام بخاری خود ظاہری مکتب سے تعلق رکھتے تھے لیکن یہ حدیث جو علم روحانیت ، معرفت اور طریقت کی جان ہے امام بخاری نے نہایت تحقیق سے درج کی ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے ۔ اب اسی حدیث سے تصوف اور روحانیت کی تمام منزلیں متحقق ہو جاتی ہیں ۔اسی سلوک الی اللہ ہے ، اسی میں مقام فنا فی اللہ بھی ہے اور اسی کے اندر مقام بقا باللہ بھی ہے ۔اسی سے کشف وکرامات کی حقیقت بھی ثابت ہو جاتی ہے ۔غرضیکہ یہ حدیث نہایت ہی بلند مقامات کی نشاندہی کرتی ہے اور اسلام کی حقیقی غرض وغایت اور منزل مقصود کو سورج کی طرح روشن کر دیتی ہے ۔یہ تعلق باللہ کا بلند ترین مقام ہے کہ جہاں پہنچ کر بندہ الوہی صفات سے متصف ہو جاتا ہے ۔ اسی کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اسی کے کانوں سے سنتا ہے ، اسی کے ہاتھوں سے اس کے جملہ افعال انجام پذیر ہوتے ہیں اور اسی کے پاؤں سے وہ اپنے مقصد حیات کی جانب گامزن رہتا ہے ۔اس عظیم حقیقت کو حکیم الامت علامہ اقبال نے کیا خوب بیان فرمایا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مؤمن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین ، کارکشا ، کارساز

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

غفاری و قہاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

اب غور کا مقام ہے کہ جو شخص اس منزل پر پہنچ جاتا ہے اس کی سماعت ، اس کی بصیرت وبصیرت اور اس کے علم و ادراک کی وسعت کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات جو مندرجہ بالا حدیث کے مصداق قرب الٰہی میں پہنچ کر مرد مؤمن کو حاصل ہو جاتے ہیں جب کسی مؤمن مسلمان کے ساتھ منسوب کئے جائیں تو کفر وشرک کے فتوے شروع ہو جاتے ہیں ۔ مثلاً اگر کوئی کہہ دے کہ فلاں بزرگ کو کشف قلوب یا کشف قبور حاصل ہوتا ہے تو لوگ چلا اٹھتے ہیں کہ یہ علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔

یہ تو کفر ہے ، شرک ہے ، بدعت ہے ۔جب کہ حدیث مذکورہ کی رو سے یہ علوم انسان کامل کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں ۔ پھر کفر و شرک و بدعت کے فتوؤں کی بوچھاڑ کے کیا معنیٰ۔

اس مقام پر قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جسے حاجی یوسف علی نگینہ ، جناب سید رشید احمد اندرابی ، جناب ڈاکٹر سید عبدالرحمان کے علاوہ ہمدانیات کے کئی محققین نے اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا ہے ۔کہتے ہیں کہ علمائے نصاریٰ روم کی علمائے اسلام سے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" والی حدیث شریف پر بحث ہوئی ۔ علمائے نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے کو زندہ کرتے تھے تم بھی کرو۔ علمائے اسلام نے چالیس روز کی مہلت حاصل کی۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بکرامت طے ارض مجلس میں پہنچ گئے ۔ فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ۔ مردہ حاضر کیا گیا۔آپ نے پوچھا کہ آپ کے پیغمبر مردہ زندہ کرتے وقت کیا کہتے تھے ؟جواب ملا قم باذن اللہ ۔شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بفرمان ایزدی قم باذنی کہوں اور مردہ زندہ ہو جائے تو تم ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ گے ۔ امیر موصوف نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادنیٰ امتی ہوں میرے جیسے لاکھوں موجود ہیں اور قم باذنی کہہ کر مردے کو زندہ کر لیا۔ سارے مشرف باسلام ہوئے۔

جمود و بے عملی کا الزام

تصوف پر ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ توکل اور قناعت کی تعلیم دیتا ہے جس سے افراد قوم کی زندگی میں جمود پیدا

ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ توکل اور قناعت کی تعلیم تو قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (الطلاق-۳)۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کی اللہ کافی ہے۔ کلام پاک میں جابجا توکل کی تعلیم دی گئی ہے اور کم اسباب و وسائل پر قناعت کر کے غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی امداد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیا اس سے بھی قوم میں جمود پیدا ہوتا ہے۔ اولیائے کرام تو توکل اور قناعت پر محض اس لئے زور دیتے ہیں کہ اللہ اور رسولؐ نے بھی اس پر زور دیا ہے اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ تصوف دنیا ترک کرنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ محبت دنیا ترک کرنے کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ دنیا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردار سے تشبیہ دی ہے اور اس کے طالبوں کو کتے سے۔ اس تعلیم کی اصل روح یہ ہے کہ آدمی کے نفس امارہ کو قابو میں رکھا جائے اس کے دل میں ہمدردی محبت اور انسانیت کے جذبات پیدا کئے جائیں اور انسان کو ایک خونخوار، خود غرض، ظالم اور نفس پرست جانور نہ بننے دیا جائے۔ نہ یہ کہ اس کی ترقی اور ارتقاء کی روح کو ختم کر کے اس کو جمود، زوال اور پستی کا شکار بنا دیا جائے۔

دیگر مذاہب عالم سے مشابہت کا اعتراض

ایک اور اعتراض جو تصوف پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ فلسفہ یونان سے یا ہندو ویدانت سے اور بدھ مت اور عیسائی رہبانیت سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ تصوف اور ان مذاہب میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ خود اسلام اور دیگر مذاہب کے عام اصولوں میں بھی بہت مشابہت موجود ہے مثلاً ذات باری تعالیٰ پر ایمان، نبوت پر ایمان، جنت و دوزخ کا تصور، نیکی اور بدی کے نظریات وغیرہ تمام مذاہب میں مشترک ہیں تو کیا اسلام بھی ان مذاہب سے اخذ کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ باقی مذاہب میں بھی اہل حق اور واصل باللہ لوگ ہو گزرے ہیں لہذا ان کی تعلیمات اور صوفیائے کرام کی تعلیمات اور کوائف و حقائق میں ایک گونہ مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں

ہوتا کہ ایک مذہب یا ایک مکتبۂ فکر دوسرے مذہب یا مسلک سے ماخوذ ہے۔

اہل مغرب کی شرارت

دراصل اس قسم کے اعتراضات یورپ کے مصنفین کی شرارت کا نتیجہ ہیں اور انہوں نے اسلام، پیغمبر اسلام اور اکابر اسلام پر تعصب اور کم علمی کی بنیاد پر کئے ہیں۔ لیکن اگلے وقتوں میں جہاں اس قسم کے اعتراضات کو مسلمان بے ہودہ اور لغو سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، بد قسمتی سے اب ہمارے اہل علم میں فکری انحطاط کا وہ دور آیا ہے کہ ہم اغیار کی آراء کو سر آنکھوں سے لگاتے ہیں اور انہیں تحقیق کا معیار سمجھتے ہیں۔ یوں پرانے دور کی لغویات بھی زمانے کی روش کے مطابق سائنسی یا جدید تحقیقات کے نام سے موسوم ہو کر اہل ایمان کے اذہان و قلوب کو مسموم بنا رہی ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن اور پیغمبر اسلام کی ذات با برکات پر عیسائی مصنفین نے جو بے ہودہ اعتراضات کئے ہیں ہمارے بعض کج فہم لوگ ان کو بھی صحیح گردانتے نظر آتے ہیں۔ اس پس منظر میں متعصب عیسائی مصنفین نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ صوفی حضرات نے اس لئے اسلام کو ترک کر کے عیسائیت اور ہندو دھرم سے خوشہ چینی کی تھی کہ اسلام میں روحانیت نہیں ہے۔ یہ بیان سو فیصد شرارت اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ لیکن ہمارے مغرب زدہ اذہان کے حامل لوگوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اہل مغرب میں بعض منصف مزاج اور حق پرست محققین بھی موجود ہیں جنہوں نے اسلام، پیغمبر اسلام، اکابر اسلام، تصوف اور صوفیائے کرام کے متعلق حق گوئی سے کام لیا ہے۔

مغربی اہل تحقیق کی حق گوئی

ذیل میں ہم چند ایسے اہل علم کی رائے نقل کر رہے ہیں جنہوں نے حق بات کو تسلیم کرنے اور بیان کرنے میں غیر جانب داری اور وسعت نظری سے کام لیا ہے۔

(جاری ہے)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

انور علی شہزاد تھلوی جامعہ نعیمیہ لاہور

نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے۔ جب لوگوں کو نیکی کا حکم دینے والے اور برائیں سے روکنے والے شخص کی نسبت گدھے کا مردار زیادہ پسندیدہ ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے میرے پروردگار جو اپنے بھائی کو نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے اس کا اجر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کی بات یعنی ہر کلمہ پر سال کی عبادت لکھ دیتا ہوں اور میری رحمت کو اسے جہنم میں جلانے پر شرم محسوس ہو گی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ زمانہ آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے باتیں بہت اچھی بتائیں گے لیکن ایمان اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

سرتاج انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شب معراج مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا تو میں نے کچھ آدمی ایسے دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

ارشاد ربانی ہے: اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتب افلا تعقلون۔

ترجمہ: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو نیز تم کتاب بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں برائی سے روکیں مگر اپنے آپ کو بھی نہ بھولنا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر۔

ترجمہ: صاحب ایمان مرد اور ایماندار عورتیں ایک دوسرے کے وہ ساتھی ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

یہ آیت ایمانداروں کی صفت بیان کرتی ہیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں جو کوئی نیکی کا حکم دینا چھوڑ دے وہ اس آیت کی مصداق ایمانداروں سے خود بخود خارج ہو گیا۔

اللہ نے نیکی کے حکم کو چھوڑنے والوں کے بارے میں فرمایا:

کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ۔ بئس ماکانوا یفعلون۔

ترجمہ: وہ برائی سے نہ روکتے جسے وہ کرتے تھے برا ہے وہ جو کرتے ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کہتے ہیں کہ میں نے سرور عالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہؐ اللہ کی بارگاہ میں کون سا شہید افضل ہے۔ فرمایا وہ جو ظالم حاکم کے پاس گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی پاداش میں وہ قتل ہو گیا۔ اگر قتل نہ کیا گیا۔ زندہ رہا تو اس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہئے جب ہم مکمل طور پر نیکیوں پر عمل پیرا ہوں۔ اور برائیوں سے بھی مکمل طور پر کنارہ کش ہو جائیں؟ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگرچہ تم مکمل طور پر عمل نہ کر سکو تم برائیوں سے روکتے رہو چاہے تم تمام و کمال اس سے کنارہ کش نہ رہ سکو۔

باقی صفحہ نمبر (۲۸)

(گزشتہ سے پیوستہ)

شیخ نجم الدین کبریٰ

آپ کی تصانیف میں سے درج ذیل راقم کی نظر سے گزری ہیں۔

۱۔ فوائح الجلال وفواتح الجلال (مطبوعہ جرمنی)

۲۔ السائر الحائر (طہران)

۳۔ اقرب الطرق (طہران)

۴۔ دہ قاعدہ ترجمہ الاصول العشرہ (سری نگر)

ان کے علاوہ مختلف ماخذ میں درج ذیل کتابوں کا نام آیا ہے جو مختلف کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

۱۔ الاصول العشرۃ گنج بخش اسلام آباد ۷۵۳۔ دار العلوم اسلامیہ پشاور ۱۹۹

۲۔ رسالہ در سلوک

۳۔ رسالہ سفینہ

۴۔ رسالہ آداب۔ طہران یونیورسٹی ۷۷۴ فلم

۵۔ رسالہ آداب صوفیہ۔ ملی میوزیم کراچی NM 1958 22 / 2 - 7

۶۔ رسالہ آداب السالکین

۷۔ رسالہ خلوت

۸۔ رسالہ الخائف الہائم عن لومۃ اللائم

۹۔ عین الحیوۃ فی تفسیر القرآن

۱۰۔ آداب السلوک الی حضرت مالک الملک۔ تہران یونیورسٹی ۱۹۸۵

۱۱۔ منازل السائرین

۱۲۔ منہاج السالکین

۱۳۔ ہدایت الطالبین

۱۴۔ صوابع التنویر

۱۵۔ شرح خرقہ پوشیدن تہران یونیورسٹی ۳۲۹۹

۱۶۔ سکینۃ الصالحین

۱۷۔ صفت الادب

۱۸۔ سر القدس

۱۹۔ رسالہ در طریقۂ شطاریہ

۲۰۔ رسالہ در طریق وصول بحق

۲۱۔ رسالہ عرفانی

۲۲۔ السائر الحائر

نسخہ جات

ا۔ چاپ با اہتمام مسعود قاسمی ۱۳۶۱ش طہران (روایت)

ب۔ نسخہ گنج بخش اسلام آباد ۳۹۵۳

ج۔ نسخہ کتابخانہ شہید علی پاشا ۱۳۹۳ مائیکرو فلم طہران یونیورسٹی ۹۱۸

د۔ نسخہ سلیمانیہ استانبول ۱۲۵۸

ر۔ نسخہ طہران یونیورسٹی ۳۶۵۳

۲۳۔ مرید و مریدی بروایت شیخ یوسف ہمدانی گنج اسلام آباد ۱۳۳۳

۲۴۔ عین الحیاۃ فی تفسیر القرآن

۲۵۔ آداب المریدین

۲۶۔ فوائح الجلال فواتح الجلال (عربی)

نسخہ جات

ا۔ چاپ با تصحیح ڈاکٹر فرتیز مائر مطبوعہ فرانتز شتائنر ویسبادن جرمنی ۱۹۵۷ء

ب۔ نسخہ آیا صوفیہ استانبول ۲۷۱۹

ج۔ جامعہ ازہر قاہرہ ۳۳۸۰۰

د۔ فیض اللہ افندی استانبول ۲۱۳۵

ر۔ جامع فاتح استانبول ۲۷۰۹

ہ۔ VIENNA 1897

آپ کی ایک تفسیر بھی ہے جس کا ذکر اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی گیارہویں قسط میں تفسیر کے شمارہ نمبر ۷۷ کے تحت درج ہوا ہے۔ یہ بارہ جلدوں میں ہے۔ (دیکھیے اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۵۲۱)

تعلیمات اور شاعری

آپ بہت بڑے لکھاری اور پر گو شاعر تھے ۔ آپ نے تقریباً تمام موضوعات پر کتابیں اور رسالے لکھے ہیں اور ہر موضوع پر شاعری کی ہے ۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار اور شاعری کے نمونے دیئے جاتے ہیں ۔

غفلت کا دفعیہ

شیخ نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی نماز عصر کے بعد اسم جمالی کا چوتھا اسم یا رحمن کل شیءٍ و وارثہ و راحمہ اجب یا اسماعیل یا امواکیل بحق یا رحمن نوے بار پڑھے غفلت اور فراموشی اس سے انشاء اللہ دور ہو گی ۔

جواہر الاولیاء ۱۹۲

عرفان رب

آپ اور فخر الدین رازی معاصر ہیں ۔ ایک ملاقات میں رازی نے کہا کہ تو نے اپنے رب کو کس طرح پہچان لیا ؟ آپ نے جواب دیا بوار دات ترد علی القلب فتعجزا النفس عن تکذیبھا میں نے اپنے رب کو واردات قلبی سے پہچان لیا جن کو جھٹلانے سے نفس عاجز ہے ۔

ریاض العارفین روضہ اول ص ۲۳۰

حیات ابدی

جس کو حیات ابدی کی طمع ہو اسے چاہیئے کہ ذائقہ موت کو موت مؤجل سے پہلے چار بار چکھے جو ان اجزاء پر مشتمل ہے ۱۔ فقر دائم ۲۔ صبر دائم ۳۔ دائمی فاقہ ۴۔ لباس غرور سے دوری

کاشف الاسرار ص ۲۳

خواص سے سقوط تکلیف کا مفہوم

آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا خواص کی عبادت سے تکلیف ساقط ہوتی ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں ۔ اس لئے کہ تکلیف کلفت سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی مشقت ہے ۔ خاصان خدا بلا مشقت و کلفت اللہ کی عبادت کرتے ہیں ۔ بلکہ وہ اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور خوشی و فرحت محسوس کرتے ہیں ۔ دیکھئے نماز مناجات ہے لیکن اگر عابد شیطان کا موافق اور اللہ کا مخالف ہو تو اسے اس مناجات کی لذت نہیں آتی بلکہ اس پر سخت گزرتی ہے لیکن جب اللہ سے موافقت اور شیطان سے مخالفت پیدا ہو جاتی ہے تو نماز اپنے دوست کے حضور مناجات بن جاتی ہے اور عابد اس سے محظوظ ہو جاتا ہے ۔

مزامیر حق ص ۴۳

کلام

شیخ نجم الدین کبریٰ بہت بڑے نثر نگار ہی نہیں بلکہ اعلیٰ پائے کے شاعر بھی تھے ۔ مختلف تذکروں میں آپ کے کلام کا نمونہ پایا جاتا ہے ۔

عمری ہمگی قرب و لقا کردہ طلب
پیدا و نہان از من و ما کردہ طلب

کار از در دل کشاد ہم آخر کار
او بین کہ کجا و ما کجا کردہ طلب

چون نیست زہرچہ نیست خبر باد بدست
چون ہست بہرچہ ہست نقصان و شکست

پندار کہ ہست ہرچہ در عالم ہست
انگار کہ نیست ہر چہ در عالم ہست

عقل از راہ تو حدیث و افسانہ برد
در کوئی تو رہ مردم دیوانہ برد

ہر لحظہ چو من ہزار دل سوختہ را
سودای تو از کعبہ بہ بتخانہ برد

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد
یا با کس دیگر آشنا خواہد شد

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

فضائل اہل بیت

مولانا شکور علی فاضل عربی، بی۔ اے

۲۔ان المتقین فی جنت النعیم (سورۃ طور آیت ۱ بے شک جنت نعیم تقویٰ داروں کے لئے ہیں۔

۳۔ان للمتقین مفازاً (سورۃ نبا آیت ۲) بے شک تقویٰ والوں کے لئے کامیابی ہے۔

۴۔و العاقبۃ للمتقین (سورۃ آل عمران آیت ۱۵) اور آخری انجام تقویٰ والوں کے لئے ہے۔

۵۔ان اللہ یحب المتقین (سورۃ توبہ آیت ۴) اللہ تعالیٰ متقین کو پسند فرماتا ہے۔

اسلام میں برتری کا معیار

اسلامی تعلیمات کی رو سے جاہلانہ رسومات و خود ساختہ اعزازی مرتبوں، قبائلی تقسیم اور رنگ، نسل، وطن، زبان، خاندان، دولت و ثروت، حسب و نسب غرض نوع انسانی کی ہر عصبیت کو مٹا کر صرف اور صرف ایک معیار قائم کیا گیا ہے جسے تقویٰ کہتے ہیں جو تمام اچھائیوں کی جڑ اور تمام نیکیوں کی روح ہے اور وہی زیادہ معیار بننے کے قابل ہیں ورنہ اسلامی تعلیمات میں انسان و انسان سے ممتاز بنانے کا ایک معیار علم بھی ہے۔ علم والوں کے بلند درجات ہیں مگر تقویٰ نہ ہونے کی صورت میں وہ بھی بے سود نظر آتا ہے۔ لہٰذا یہ تقویٰ ہی ہے جو تمام اعمال کی جان اور درجوں کی پہچان ہے چنانچہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے انا جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (سورۃ حجرات آیت ۱۳) بے شک ہم نے تم لوگوں کو مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں صرف اس لئے تقسیم کیا ہے کہ باہم شناخت اور پہچان ہو سکے (ورنہ) تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے معزز اور فضیلت یافتہ (تو) وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہو۔ تو واضح ہوا کہ بزرگی اور شرافت کا معیار تقویٰ ہی ہے باقی تمام چیزیں جاہلانہ رسوم ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اہل تقویٰ کا بہت تذکرہ آیا ہے جس کی مزید تفصیل باعث طوالت ہو گی۔

مذہب صوفیہ کا اصولی موقف

صوفیہ کا اصولی اور اعتقادی موقف یہ ہے کہ ہر فرد بشر کے اعمال کا حساب کتاب عنداللہ حشر کے میدان میں یقینی طور پر ہونا ہے۔ اس کے ثواب و عقاب، سزا و جزا، اور نجات و خسران کا اعتبار اس کے اعمال پر ہو گا۔ چنانچہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ اس اصولی موقف کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

یا ایھا الولد الاعز من قرۃ العین فاعتبر ان الملک و المال و العسکر این این الا کاسرۃ و طاقتھم این الجبابرۃ طمطراقھم و این الفراعنۃ و حشمتھم و این المردۃ و عنتھم۔ قد قرب عمرک الی اربعین و قال سید المرسلین من بلغ اربعین لم یغلب خیرہ علی شرہ فھو من الخاسرین۔

(کتاب الاعتقادیہ ص ۵۹)

اے آنکھ کی ٹھنڈک سے زیادہ پیارے بیٹے تو درس عبرت حاصل کر کہ (سلاطین سلف کی) سلطنت مال اور لشکر کہاں ہیں؟ شاہان کسریٰ اور ان کی طاقت کہاں ہے؟ ظالموں کی پر غرور خود نمائیاں کہاں ہیں؟ فراعین اور ان کی جاہ و عزت کہاں ہیں؟ اور سرکشوں کی سرکشی کہاں ہے؟ تیری عمر چالیس (سال) کو پہنچی ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچے اور اس کی نیکی کو اس کی برائی پر غلبہ حاصل نہ ہو سکے تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

اس صورت حال کی تائید میں باری تعالیٰ کا یہ کلام پاک بھی موجود ہے و العصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصلحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر

(سورۃ العصر آیت ۱۔۳)

قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو

ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور حق اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرة شرا یرہ

(سورۃ الزلزال آیت ۷،۸)

جس شخص نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی اسے بھی وہ دیکھ لے گا اور جس شخص نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی اسے بھی وہ دیکھ لے گا۔

پھر فرمایا ان المجرمین فی ضلال و سعر یوم یسحبون فی النار علی وجوههم ذوقوا مس سقر

(سورۃ القیم آیت ۴۷،۴۸)

بے شک گنہگار تو یہاں گمراہی میں ہیں اور وہاں بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوں گے اور جس دن وہ اپنے چہروں کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جہنم کا مزہ چکھو۔

دوسری طرف متقین کی عافیت اور آسائش کے متعلق ارشاد ہے ان المتقین فی جنت و نهر ط فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ط

بے شک پرہیزگار لوگ جنتوں میں اور نہروں میں ذی اختیار بادشاہ کے پاس خوشنودی کی جگہ میں ہوں گے۔

تفریق نسب باطل ہے

حضرت امام زین العابدین علی ابن حسین علیہ السلام جب نماز کے لئے وضو کرتے تو آپ کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول وائے جگر گوشہ زہرا بتول آپ کا حال ایسا کیوں ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں کیا کروں کہ تم جانتے ہیں کس احکم الحاکمین کے دربار میں پیش ہونے والا ہوں اور مجھے ڈر لگتا ہے کہ میرا عجز ریا کے داغ سے آلودہ نہ ہو جائے۔

(کتاب ذخیرۃ الملوک ص ۴۳)

اور بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ حضرت زین العابدین سید السجاد علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ نواسہ رسول ہیں جگر گوشہ بتول ہیں اور فرزند حسین مظلوم علیہ السلام ہیں تو آپ کو کیا غم ہے اور اتنا خوف کیوں لاحق ہے؟ جبکہ آپ خود خاندان نبوت و رسالت سے منسلک ہیں۔ تو آپ نے جواباً فرمایا یوم هذٖ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم

(سورۃ انعام آیت ۷۳)

اس دن جب صور پھونکا جائے گا پس نسبی پیوند ان کے درمیان نہیں رہیں گے۔

حضرت عارف صمدانی محمود شبستری فرماتے ہیں

نسب چه بود مناسب را طلب کن
بحق رو آر و ترک این نسب کن

دارین میں فوز و فلاح کے سلسلے میں نسب کا کیا کام؟ مناسب (اعمال) اچھے ہونے چاہئیں حق تعالیٰ میں گم ہو کر ذات پات کی کھال سے نکل آنا چاہیے۔

یہ اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جنہیں ظاہری نسب راہ طریقت سے مانع ہو اور وہ مرشد کی طلب سے عار محسوس کریں۔

شیخ شبستری مزید فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے لا تاتونی بانسابکم و اتونی باعمالکم (الحدیث) تم میرے سامنے اپنی ذاتیں نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کو پیش کرو۔

(شرح گلشن راز اردو ص ۳۱۱)

اگر لوگوں کو فخر و عزت نسب سے حاصل ہے تو اس عزت کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ ان کی اصل تو کیچڑ اور پھر نطفے سے ہے۔ چنانچہ مولائے متقیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا کیا خوبصورت ارشاد ہے۔

فان یکن لهم من اصلهم شرف
یفاخرون به فالطین و الماء

و ان اتیت بفخر ذوی نسب
فان نسبتنا جود و علیاء

اگر لوگوں کو فخر و عزت نسب سے حاصل ہے تو اس عزت کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ ان کی اصل تو کیچڑ اور پھر نطفے سے ہے۔

اگر تم نسب والوں پر فخر کرتے ہو تو اس سے بڑا فخر ہم کو حاصل ہے کیونکہ ہماری نسبت سخاوت اور اعلیٰ مراتب سے ہے۔

(دیوان حضرت علی علیہ السلام ص ۲)

(جاری ہے)

حضرت شاہ ہمدان اور احتساب

محمد طیب ہمدانی

ہمارے مقتدا، پیشوا امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ جہاں علوم ظاہری کے بحر بیکراں تھے وہاں علوم باطنی کے سمندروں کے بھی شناور تھے ۔ آپ بیک وقت مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مصنف، مؤلف، شارح، سیاح، صوفی صافی، مظہر لافتی الا علی، صاحب کشف وجذب، سلطنت ظاہری و باطنی کے دقیقہ شناس اور مزاج شاہی و عوامی کے رمز شناس، ایمان، یقین، احسان کے حقیقت کے حقیقت دان شاہ ہمدان بلکہ ہمہ دان تھے۔

آپ کی بیسیوں تصانیف میں سے شاہکار تصنیف ذخیرۃ الملوک صرف شاہوں اور حکمرانوں کے لئے ہی تجارب کا نچوڑ نہیں بلکہ علماء، فقرا اور صوفیاء سب کے لئے رہنمائے جادہ حق و حقیقت اور روشنی کا مینار ہے۔

اس ہیچ مدان کو شاہ ہمدان کی اسی تصنیف کے ایک باب کے متعلق عرض کرنا ہے۔

امت محمدیہ کو خداوند قدوس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقہ میں خیر الامم کا تاج زریں عطا فرمایا اور ان پر یہ ذمہ داری عائد فرمادی کہ وہ بنی نوع انسان کو بھلائی کی دعوت دیں امر بالمعروف کریں اور منکرات کا سد باب کریں اور خود بھی ایمان و یقین کی دولت سے مالامال ہوں ۔ حضرت امیر کبیر نے اسی فرمان الہی کو اپنی تحریر کا عنوان بنایا ہے ۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر الآیۃ پہلی بات تو دعوت الی الخیر ہے جس کا طریق کار باری تعالی نے خود ہی متعین فرما دیا ہے ۔ کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ۔ دعوت کے لئے دانائی سمجھ اور عقل مطلوب ہے اور بہت خوبصورت انداز میں نصیحت جس سے تقرب پیدا ہو نہ کہ نفرت اگر مباحثہ اور مجادلہ کی اغیار سے نوبت آجائے تو اسے بھی بطریق احسن نپٹایا جائے ۔ سب وشتم گالی گلوچ سے دوسرے کا کچھ بگڑے یا نہ بہر حال اپنی زبان تو آلودہ غلاظت ہو جائے گی ۔ اب جبکہ دعوت الی الخیر کا وظیفہ پورا ہو چکا اور اس کی بنا پر ہر ایک شخص مسلم برادری میں شامل ہو گیا کلمہ طیبہ کا اقرار و یقین کر لیا تو اس پر کچھ واجبات عائد ہوتے ہیں

اور کچھ ایسے معاملات ہیں جو ممنوعات میں شمار ہوتے ہیں ۔ تو اب اسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا ہو گا ۔ اسی کا نام احتساب ہے ۔ حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں اس کے وجوب، فضائل، شرائط، آداب، معروف، منکر، احتساب، محتسب، محتسب علیہ، محتسب فیہ پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور اس میں حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استشہاد و استدلال فرمایا ہے۔

مثلاً پہلی روایت حضرت ابو بکرؓ کی ہے کہ اگر لوگ جرائم میں مبتلا ہو جائیں اور ان میں ایسا شخص بھی ہو جو اس کے ازالے کی طاقت رکھتا ہو لیکن وہ اپنے اس فرض سے کوتاہی کرے تو اللہ تعالیٰ ساری قوم کو مبتلائے عذاب کر دے گا ۔ اسی طرح حذیفہ بن یمانؓ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد نبویؐ ہے ۔ اس خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ عذاب الہی میں مبتلا ہو جاؤ گے پھر دعا بھی کرو گے تو شنوائی نہ ہو گی ۔ نیز فرمایا کہ جس شخص کے سامنے برائی ہو اور اسے روکے وہ یونہی ہے کہ اس برائی میں شامل نہیں لیکن اگر نہ روکے تو وہ برائی کرنے والوں میں شمار ہو گا ۔ حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ نے ایک یہ روایت بھی درج فرمائی ہے کہ لوگو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنی عادت بنا لو ورنہ تم پر بدترین لوگ مسلط کر دئے جائیں گے پھر بہترین لوگ دعا بھی کریں گے تو شنوائی نہ ہو گی۔

جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو کسی بستی کے تباہ و برباد کرنے کا حکم فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ بار الہا اس میں تو تیرا ایک ایسا بندہ بھی موجود ہے جو لمحہ بھر کے لئے بھی نافرمانی کا مرتکب نہیں ہوا تو ارشاد ہوا

کر اس بیت سب کو ختم کر دو۔ معصیت ہوتی دیکھ کر اس کے چہرے پر کبھی رنجیدگی کے آثار پیدا نہیں ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کو عذاب میں جھونک دیا جس کی آبادی میں اٹھارہ ہزار ایسے لوگ بھی تھے جن کے اعمال انبیاء سے مماثلت رکھتے تھے۔ صحابہ نے وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا وہ خود تو نافرمانی نہیں کرتے تھے لیکن منکرات کو روکتے بھی نہیں تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ شخص محبوب ہے جو معصیت کو دیکھ کر ایسے غضبناک ہو جیسے چیتا مشتعل ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر دوسری اور روایات کے ساتھ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدریؓ کی ایک روایت بیان کی ہے کہ امام الانبیاء نے فرمایا ان رای منکم شیئا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان دوسری روایت ہے ولیس وراءہ حبۃ خردل من الایمان۔ یعنی اگر برائی ہوتی دیکھو تو اسے قوت بازو سے ختم کرو اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے ممانعت کرو اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے نفرت کرو اور یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے دوسری روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے کم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوتا۔ حضرت امیر کبیرؒ کی بیان فرمودہ روایات سے یہ چند نمونے ہیں۔

قابل غور طلب امر ہے کہ اس حدیث میں تین درجات احتساب کے بیان کئے گئے ہیں اب کس شخص پر کس حد تک اس کی ذمہ داری ہے تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس بارہ میں یہ ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ فالرجل راع فی اھل بیت۔ الحدیث تم میں ہر شخص صاحب رعایا ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں پرسش ہوگی اور وہ بارگاہ الٰہی میں جواب دہ ہوگا۔ ہر شخص کم از کم اپنے اہل خانہ بیوی بچوں پر احتساب کا ذمہ دار ہے عورت اپنے بچوں کی تربیت میں محتسب ہوگی۔ یہ تو ہوا مخصوص افراد کا مخصوص افراد پر احتساب کا ذمہ دار ہونا۔ احتساب کا عمومی طور پر ذمہ دار تو حاکم اعلیٰ یا اس کے مقرر کردہ افراد ہیں کیونکہ قوت بازو کا سرچشمہ ان کے قبضہ میں ہے اور یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ معروف کا امر کریں اور منکرات کا ازالہ کریں۔ ارشاد خداوندی ہے الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلواۃ و آتوا الزکواۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور اور یہ ذمہ داری جو کسی دوسرے پر عائد نہیں کی جا سکتی اس ذمہ داری سے عہدہ برا جب ہی ہوا جا سکتا ہے جب کہ خود محتسب منکرات سے دور رہنے والا ہو نہ کہ اسے قانونی طور پر مرفوع القلم اور معصوم قرار دے دیا جائے قرن اول میں یہی صورت رہی کہ خلیفہ دوم صاحب شوکت و دبدبہ خلیفہ ہونے کے باوجود خود کو منبر نبوی پر کھڑے عوام کے سامنے احتساب کے لئے پیش کرتے ہیں اور عوام کے احتساب کی درخواستوں اور عرضداشتوں کے منتظر نہیں بلکہ خود ہر وقت کوڑہ بدست مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں رات کے اندھیروں میں جنگلات اور ریگستان کے چکر کاٹتے ہیں اور منکرات کے لئے سد سکندری بنے ہوئے ہیں۔ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ علیہ الصلواۃ و التسلیم عدالت میں خود کو احتساب کے لئے پیش کرتے ہیں اور صبح و شام منکرات کے ازالہ کے لئے کوشاں ہیں۔ الغرض احتساب کی ذمہ داری سب سے زیادہ حکام کی ہے جن کے پاس قوت و شوکت ہے۔ حکام کے علاوہ ہر مسلمان فرد پر اپنی حدود میں رہتے ہوئے احتساب کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جہاں تک کہ وہ خود مجرم نہ بنیں اور فتنہ و فساد کا موجب و باعث نہ ہوں۔

جہاں تک دوسری قسم یعنی زبان سے منکرات کے ازالہ اور امر بالمعروف کا تعلق ہے اس میں ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ منافقت اور مداہنت کے طریق سے دور رہے اور اپنے اکابر اسلاف کی پیروی کرے رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرے اور ہرچہ بادا باد کا نعرہ لگا کر کھری کھری صحیح اور درست تنقید کرے۔

اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت کے روشن ستارے اس تیرہ و تار دور میں اب بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ ذمہ داری ہر مسلمان پر عموماً اور اہل علم پر خصوصاً عائد ہوتی ہے۔ اور یہی سب سے بڑا مجاہدہ ہے نہ کہ تسبیح بدست مصلیٰ پر بیٹھ کر دنیا سے بے رغبتی کا اظہار کر کے رہبانیت اختیار کر لینا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے افضل الجھاد کلمۃ حق عند

باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر

سید قاسم شاہ کھرکوی

سید عباس کھرکوی

قلمی دعوات صوفیہ نوربخشیہ مملوکہ سید محمد معزالدین ولد میر سید شاہ جلال سید الاخیار جو فی الوقت سید زاہد حسین شاہ میر واعظ کھرکوہ کی تحویل میں ہے، اس میں ایک باب اہلیان کھرکوہ اور میر سید محمد معزالدین کے درمیان طے پانے والے معاہدے پر مشتمل ہے۔ اس باب میں سادات کھرکوہ کا تذکرہ یوں درج ہے۔ سادات کھرکوہ سید محمد معزالدین ابن سید شاہ جلال سید الاخیار راجہ محمد علی خان والی خپلو اور راجہ اعظم خان والی کریس ملا خلیل محمد ابن محمد شیروانی (ایران) کے عہد میں ۱۲۲۰ھ میں علاقہ کھرکوہ میں لائے گئے ہیں۔ انہی سادات میں سے سید قاسم شاہ کھرکوی ہیں جو علمائے نوربخشیہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے مگر علاقہ بلتستان کے مخصوص جغرافیائی اور سیاسی عوامل کی بنا پر اس علاقے کی دیگر باکمال ہستیوں کی طرح سید صاحب بھی گوشہ گمنامی میں رہے۔ نہ صرف نوربخشی تاریخ میں ان کو وہ مقام نہ ملا جس کے وہ مستحق تھے بلکہ ان کے قیمتی آثار بھی محفوظ نہ رہے۔

ولادت

آپ ۱۲۸۰ھ میں موجودہ ضلع گانچھے علاقہ خپلو موضع کھرکوہ کے سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی سید محمد ابن سید جمال الدین تھا۔

تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سید محمد سے حاصل کی جن کا شمار اس وقت کے اہل اللہ اور عظیم صوفیاء میں ہوتا تھا۔ نوربخشی محقق سید زاہد حسین کے مطابق سید قاسم شاہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور اخوند عبدالصمد بلغاری سے حاصل کی۔ بعد ازاں بو اعباس چھورکاہ سے سلسلہ تلمذ اختیار کرنے آپ کشمیر چلے گئے۔ کشمیر ہی میں حصول تعلیم کے دوران آپ ایک دن دریا کے کنارے وضو کے لئے تشریف لے گئے کہ ایک فقیر سے ملاقات ہوئی۔ اس فقیر نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی اور کہا کہ قاسم شاہ اپنے وطن واپس لوٹ جاؤ تیرا علم تیرے ساتھ ساتھ آئے گا۔ چنانچہ آپ کھرکوہ واپس آئے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ شب جمعہ کو نیم شب کے قریب آپ کو اپنے کمرے کی تاریکی میں ایک نور نظر آیا، آپ اس نور کی طرف لپکے تو آواز آئی "میں تیرا علم ہوں"۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو خداداد علم سے بھی ایک حصہ عطا ہوا تھا۔ آپ کی لائبریری جو قاسمی لائبریری کے نام سے موجود ہے، کے دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مروجہ تعلیم کے لئے لکھنو بھارت کا رخ کیا تھا۔ اگرچہ تیرھویں صدی میں بلتستان میں کتابیں بہت کم دستیاب تھیں لیکن قاسمی لائبریری میں کتابوں کے انبار نظر آتے ہیں۔ غالباً یہ سب کتابیں سید صاحب بھارت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

تبلیغی خدمات

آپ ایک بڑے مبلغ تھے۔ وادی کھرکوہ میں دین اسلام کو استحکام پہنچانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ آپ بلتستان کی مختلف وادیوں میں خلق خدا کی ہدایت کے لئے تبلیغی دورے کرتے تھے۔ قاسمی لائبریری کی دستاویزات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپ احیائے تصوف کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ آپ عربی اور فارسی کے انشاپرداز تھے جس کا ثبوت آپ کی تصنیف تحفۂ قاسمی ہے جو ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی۔ آپ نے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی تصنیف "کتاب الاعتقادیہ" کا فارسی ترجمہ کیا۔ رسالہ نوربخشیہ بھی آپ نے لاہور ٹرسٹ سے شائع کیا۔

آپ نے کھرکوہ میں ایک مدرسہ کھولا جس کا نام مدرسہ نصرت الاسلام نوربخشیہ رکھا۔ اس مدرسے کا فیض آج بھی جاری ہے۔ سید صاحب کے زمانے میں مقیم اور غیر مقیم طلبا کی تعداد سو سے متجاوز تھی۔ اس وقت اس مدرسے کے صدر مدرس آپ

کے پوتے سید محمد شاہ صاحب ہیں ۔ نوربخشیہ کے کئی اہم علمائے دین اسی مدرسے کے فیض یافتہ ہیں۔

ہم عصر علماء

پیر طریقت سید محمد شاہ مرحوم کریس، مولانا حمزہ علی خپلو مولانا ابراہیم خپلو گب کھور، سید قاسم شاہ چھوربٹ، اخوند عبدالصمد، علمائے اہل حدیث مولانا رضاء الحق کریس، مولانا بخش علی مرحوم غواڑی اور اہل تشیع کے سید عباس شاہ خپلو اور سید علی کریس وغیرہ آپ کے ہم عصر علماء تھے۔

اس دور کے جملہ مذاہب کے علما کے درمیان جب بھی کسی مذہبی مسئلے پر کوئی بحث و تمحیص ہوتی تو آپ کو ہی منصف کی حیثیت سے بلایا جاتا تھا۔ مولانا حمزہ علی کی تصنیفات فلاح المؤمنین، نور المؤمنین اور قائم الحق وغیرہ میں جابجا آپ کی کتاب تحفۂ قاسمی کا حوالہ دیا گیا ہے۔ قاسمی لائبریری کے دستاویزات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس دور کے قاضی القضاۃ تھے چھوربٹ، کارگل اور لکھسو وغیرہ میں صادر کئے گئے آپ کے شرعی فیصلوں کی نقل اس لائبریری میں موجود ہے۔

معاشی زندگی

کسب معاش میں محنت اور مشقت کے قائل تھے علاقہ سوغا کے نزدیک کالوچھا تھنگ میں آپ کی تھوڑی سی اراضی تھی جو اس وقت دریا برد ہونے کے باعث غیر آباد پڑا ہے آپ نے وہاں نہر نکالی اور اپنے اور مسافروں کے لئے ایک مسجد بھی تعمیر کی جو قاسمی مسجد کے نام سے موجود ہے۔

اولاد

آپ کی اولاد میں سید مختار فخر العلماء چکروٹ بھارت میں اہل نوربخشیہ کے خطیب اور پیش امام تھے۔ سید شاہ عباس مرحوم راولپنڈی کینٹ میں پیش امام اور خطیب تھے جن کے فرزند سید ذاکر حسین آج کل واہ کینٹ میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تیسرے فرزند سید محمد شاہ کھرکوہ ہی رہے اور میر واعظ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں وفات پائی۔ آپ کی تبلیغ کی وجہ سے آج بھی کھرکوہ کی پچانوے فیصد آبادی نوربخشی ہے۔

وفات

بلتستان کے یہ عظیم عالم دین ۱۳۵۲ھ میں وفات پاگئے۔ تحفۂ قاسمی کے آخری باب کے خاتمے پر یہ قطعہ درج ہے۔

نوشتم من در این اوراق نالا
کہ ماند از من مسکین نشانہ

اگر گویند آن مسکین کجا رفت
بگو بگریخت از دست زمانہ

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

* *

بقیہ ۔ مجموعہ شریعت محمدیہ

کلمہ "قد قامت الصلوٰۃ" اور تکبیروں کو دو دو بار پڑھنا متعین ہے۔ گویا آغاز تکبیر سے ہونے اور اختتام تہلیل پر ہونے میں دونوں میں وحدت کا وجدان ہے۔ اذان کی ہیئت وجودی کے بارے میں بیان سامعین اذان کے مسنون حکم کے ذیل میں ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

(جاری ہے)

بقیہ ۔ امر بالمعروف

مرد صالح نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم دینا چاہئے تو اسے اپنے آپ کو صبر کا عادی بنانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہو۔ جو اللہ پر ثواب کا یقین رکھے یقیناً وہ لوگوں سے دکھ نہیں اٹھائے گا۔

تعارف اوراد فتحیہ

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر ایم - اے - پی - ایچ - ڈی

نوائے دل گداز دل یا دردمند دل کی پکار کا نام دعا ہے۔
دعا انبیاء علیہم السلام کا شعار اور اولیاء کا طریق کار رہا ہے۔ زبان حقیقت ترجمان، نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
الدعاء مخ العبادۃ یعنی دعا عبادات کا (مغز) جوہر ہے۔
دعا بندگی کا افتخار، انسانیت کا شرف اور عبادت کا منتہا ہے اس لئے ہر صاحب عرفان بارگاہ احدیت میں نہایت عجز والحاح سے مصروف دعا رہتا ہے خود رب ذوالجلال نے "ادعونی" فرما کر دعا مانگنے کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ کیونکہ دعا ذکر کی ایک کیفیت ہے۔ خدا کو پسند ہے کہ بندے اسی کے ذکر میں مصروف رہیں۔ الہ العالمین نے کس محبت سے فرمایا۔

فاذکرونی اذکرکم

تم میرا ذکر کرو میں (ملائے اعلیٰ پر صف ملائکہ میں) تمہارا ذکر کروں گا۔

چنانچہ بندگان خدا نے "ذکر اللہ" کو صدق دل سے قبول کر کے اپنے شب وروز ہر لحظہ ہر گھڑی اسی کے ذکر کو اپنا وطیرہ قرار دیا۔ چنانچہ پروردگار عالم ایسے ذاکرین کا تعارف فرماتا ہے۔

الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا

وہ لوگ جو اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی میں مشغول ہیں۔

ذکر انسانی ذہن کا صیقل گر ہے، روح کی آبیاری کرتا ہے اور قلب کے لئے طمانیت آفرین ہے۔ دعا و ورد ذکر الٰہی کے انداز ہیں۔ "اوراد فتحیہ" بھی ورد کا مجموعہ ہے اسے بارگاہ مصطفوی سے شرف قبولیت حاصل ہے۔ اس طغرائے قبولیت کے مرکز، وصول واردات غیبی مظہر، شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ایمان تھا کہ "لا یرد القضا الا الدعا" یعنی دعا قضا کو بدل دیتی ہے۔ آپ کی ساری زندگی حضور الٰہی میں التجائیں کرنے، دعائیں مانگنے میں گزری۔ سید علی ہمدانی اپنی "مجمل اسرار" کی ایک غزل میں نغمہ سرا ہیں۔

اگر تو بر سر کویش دمی گزر یابی
کنوز غیب دو عالم بیک نظر یابی

ترجمہ - اگر اس کے کوچے میں لمحہ بھر کے لئے تیرا گزر ہو تو اس کے فیضان نظر سے تو دو عالم کے خزانوں کو پالے گا۔

جناب سید علی ہمدانی کی ساری زندگی اس رب جلیل کے کوچے میں عجز و نیاز کے مخلصانہ اور بے ریا اظہار میں گزری تو آپ کی متاع گراں بہا کا کیا کہنا۔ آپ جستجوئے حقیقت میں ایک ہزار چار سو برگزیدہ ہستیوں سے ملے ان سے استفاضہ کیا، اگر "رقعہ (پارچہ ترکا) ملا تو زیب "مرقع" کیا" "ورد" تعلیم ہوا تو حرز جان بنایا، مختلف بزرگوں سے "ورد" کی یافت کو جمع کیا تو اس کا نام "اوراد فتحیہ" رکھا۔ اوراد فتحیہ ہر دور میں ایک مقبول مناجات رہی ہے خود شاہ ہمدانؒ فرماتے ہیں۔

اگر فضائل کثرت و خواص این اوراد گفتہ شود بتطویل انجامد یعنی اگر اس اوراد کے فضائل اور خواص بیان کئے جائیں تو نہایت طوالت ہو جائے گی۔

(پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب اوراد فتحیہ کے تعارف میں لکھتے ہیں۔ آپ (شاہ ہمدانؒ) نے بیس سالہ دور سیاحت میں ایک ہزار چار سو اولیائے کرام کامل کی زیارت کی اور ان سے فیوض حاصل کئے۔ جنہیں اولیائے کرام سے آپ کو دولت خلعت حاصل ہے۔ سب نے آپ کے حق میں تمام تر توجہ خاطر فرما کر دعائے خیر سے نوازا۔ ان اولیائے کرام میں سے چار سو نے آپ کو گنجینۂ معرفت سے چار سو کلمات عطا فرمائے۔

"آپ (شاہ ہمدانؒ) "اسراریہ" میں لکھتے ہیں۔ سیر و سیاحت کے دوران بارہویں دفعہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر تحیہ سلام عرض کیا، تو اس کا مجھے جواب مرحمت ہوا۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام کا جم غفیر ہے مجھے مجلس عالیہ میں طلب فرما کر ایک طویل وعریض کاغذ دیا گیا جسے میں نے کھول کر دیکھا تو اس میں وہی چار سو کلمات ایک نئی ترتیب سے لکھے ہوئے پائے اور انہیں صحابہ کرام رضی اللہ کے اس حلقے میں نہایت خوش الحانی سے پڑھا

جارہا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی ان اوراد کو اسی ترتیب سے پڑھا کرو۔" آپ نے اس مجموعہ کا نام "اوراد فتحیہ" رکھا۔ فرماتے ہیں "میں نے اس اس وظیفے سے بہت نفع حاصل کیا۔ فی الواقع یہ وظیفہ کشائش باطن اور تزکیہ قلب کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

ہر کہ با ذکر خدا انس بگیرد شب و روز
گر بود مردہ صد سالہ کہ روحش بخشد

ہر کہ در فاتحہ روز بفتحیہ شتافت
ہیچ شک نیست کہ فتاح فتوحش بخشد

حضرت شاہ ولی اللہ انتباہ فی سلاسل اولیاء میں لکھتے ہیں۔

جو حضور قلب کے ساتھ اسے اپنے اوپر لازم کرلے، اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا اور چودہ سو اولیاء کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ خود حضرت امیرؒ فرماتے ہیں "اوراد کو مقبولیت دعا کے لئے میں نے ہزار دفعہ آزمایا ہے، جو کوئی ادب سے پڑھے گا، خدا تعالیٰ اس کی ہر دعا قبول فرمائے گا۔" پڑھنے کی شرائط یہ ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھنا، معانی کو سمجھنا، کمال عاجزی سے پڑھنا، اسماء حسنیٰ کو سر جھکا کر پڑھنا، ہاتھ اٹھاتے وقت درود شریف پڑھنا پاکیزگی نفس، استغفار، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل۔)

(سید رشید احمد اندرابی لکھتے ہیں۔ "ان (اوراد فتحیہ) کا ماخذ قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ ہیں۔ انہیں انتخاب اوراد کہنا بے جانہ ہوگا۔ یہ بارگاہ ایزدی میں جامع اذکار و حمد و ثناء کا مجموعہ اور نہایت رقت آمیز عرضداشت ہے۔ اعتراف گناہ اور طلب بخشش سے ہوتا ہے۔ اوراد کی ترتیب میں وہ تمام منازل موجود ہیں جو سالک کو توحید و رسالت کی حقیقت معرفت اور محبت سے ہمکنار کرتی ہیں۔ حقیقتاً یہ اوراد قاری بے ریا کو دنیا و مافیہا سے بے نیاز اور عقبیٰ کے خزانوں سے مالامال کرتے ہیں۔)

(حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب فیصل آبادی اپنی تصنیف کشکول یوسفی میں لکھتے ہیں "ایسا وظیفہ جو چودہ سو اولیاء اللہ کا فیض سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کی گہرائیوں تک پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جوں جوں پڑھنے والے پر فیض و کرم کی بارش ہوتی ہے توں توں عجز و انکساری سے اس کا سر خدا کی بارگاہ میں جھکتا ہے (ایسے ہی جیسے کسی پھلدار درخت کو پھل لگیں تو اس کی ٹہنیاں جھکتی ہیں) تو عین حقیقت ہوگا۔ حاجی یوسف علی صاحب نے اپنی کتاب میں اوراد فتحیہ کی برکات اور فضائل کے ضمن میں بہت سے ایمان افروز واقعات بھی درج کئے ہیں۔)

(مشہور کشمیری دانشور میر عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں اوراد فتحیہ وہ دعا ہے جو کشمیر کی مساجد میں نماز فجر کے بعد التزام سے پڑھی جاتی ہے اور جو لوگ اسے مسجد میں نہیں پڑھتے وہ گھر میں پڑھتے ہیں۔ اس میں بیشتر وہ دعائیں شامل ہیں جو حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور جو اللہ تعالیٰ کی توصیف اور توحید کے مطابق قرآن پاک اور حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماخوذ ہیں۔

لفظ فتحیہ فتح سے مشتق ہے جس کا معنیٰ کھلنا یا کھولنا ہے اس وظیفہ کے پڑھنے سے مشکلات حل ہوتی ہیں اور بند دروازے کھل جاتے ہیں۔)

اوراد فتحیہ شاہ ہمدانؒ کے زمانے میں ہی مریدوں کے ورد زبان ہوئی اور ہر دور میں ایک مقبول مناجات رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں سری نگر میں آپ کی تعمیر کردہ "خانقاہ معلیٰ" میں ہر مکتب فکر کے افراد اسے پڑھتے رہے ہیں۔ کشمیر میں اس کے متعدد نسخے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس "اوراد فتحیہ" کے خطی نسخے برٹش میوزیم لندن، لیڈن، کپورتھلے، اور ینٹل لائبریری، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، پیرس اور ایران میں موجود ہیں۔ بلتستان میں اوراد کے ساتھ فجر اور عصر کی نماز کے بعد پڑھنے کی دعائیں بھی شامل ہیں۔

جعفر نامی شخص نے "اوراد" کی شرح فارسی میں لکھی ہے اس کے قلمی نسخے تاجکستان، بلتستان، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پشاور یونیورسٹی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد اور سری نگر کے کتابخانوں میں محفوظ ہیں اور متعدد مطبوعہ نسخے موجود ہیں۔ مولوی سید قاسم شاہ نے ۱۹۳۱ء میں جالندھر سے نوربخشیہ رسالہ شائع کیا اس کے ساتھ یہ اوراد شامل ہیں۔ حافظ ریاض احمد اشرفی نے راولپنڈی سے شائع کروایا۔ سال اشاعت نہیں دیا گیا۔ قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۰ء کی دہائی ہے۔ کیونکہ جناب داؤد غزنوی اور ان کے معاصرین کا ذکر ہے۔ معین الدین نے جو سید علی ہمدانی کی اولاد میں ایک فرد کے مرید سید علی قادری ابوالعلائی کا مرید تھا یہ اوراد پانچویں بار ۱۲۰۰ھ مطابق

۱۸۸۳ء میں کانپور سے طبع کروائے۔ مولوی حمزہ علی بلتستانی نے ۱۹۳۲ء میں فلاح المومنین، ۱۹۳۸ء میں نورالمومنین شائع کی تو ان دونوں میں اوراد شامل ہیں۔

حکیم محمد اسحاق نے اوراد مع ترجمہ اور دعائے رقاب کراچی سے ۱۹۶۹ء میں شائع کروائے۔ میر عبدالعزیز جنرل سکریٹری کشمیر لٹریری اینڈ کلچرل سنٹر راولپنڈی نے اورادالفتحیہ مع دعائے رقاب کو اردو کشمیری اور فارسی ترجمے کے ساتھ شائع کروایا۔ ۱۹۸۷ء کی شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ آزاد کشمیر مظفرآباد میں تقسیم کیا گیا۔ غلام حسن نے ۱۹۸۹ء میں الاوراد عربی متن میں شائع کیا اس میں اورادفتحیہ شامل ہے۔

رشید احمد اندرابی نے اپنے والد محترم سے سید میرک شاہ صاحب اندرابی کے ہاتھ سے تصحیح شدہ نسخے کو مرتب کر کے مع درود کبریت تاج کمپنی لمٹیڈ لاہور سے طبع کروایا۔

منیر احمد یوسفی نے عام سائز اور جیبی سائز میں نگینہ کتب خانہ وسن پورہ لاہور سے شائع کروایا۔ ۱۹۸۳ء میں مولوی محمد ابراہیم نے تسہیل الدعا کے نام سے شائع کیا۔ پھر ۱۹۸۷ء میں اس کا جیبی ایڈیشن بھی طبع کروایا۔ بلتستان سے نوربخشیوں کی کتاب دعوات الصوفیہ کے سترہ سے زیادہ ایڈیشن شائع ہوئے ان میں اورادفتحیہ بھی شامل ہے۔ اس میں دعائے رقاب نہیں ہے۔

اورادفتحیہ اجتماعی دعا بھی ہے اور انفرادی بھی۔ شاہ ہمدان تمام امت مسلمہ کے لئے دعا مانگتے ہیں کہ "اے اللہ امت محمد پر رحم فرما، اس کی نصرت کر، اصلاح فرما، فتح یاب کر، امت محمد کو کشادگی دے، امت محمد کو مکرم بنا عظمت سے نواز اور امت محمد کے گناہوں سے درگزر کر"۔ اوراد میں عزیز واقارب، والدین، اساتذہ کے لئے بھلائیوں کی طلب ہے۔ انسان کی ذات کا تضرع اور گڑگڑاہٹ ہے۔ نہایت دل شکستگی کی پکار ہے۔

اورادفتحیہ پڑھنے کے بے بہا فیوض وبرکات ہیں۔ پڑھنے والے کو استغنائے قلبی جیسی عظیم نعمت عطا ہوتی ہے۔ قنوطیت اور بے یقینی ختم ہو جاتی ہے۔ طبیعت میں عجز و خاکساری کے ساتھ مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے۔ نہ صرف روحانی ترقیاں اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں بلکہ دنیاوی کشادگی اور مسرتیں نصیب ہوتی ہیں۔ پڑھنے والے کو صفائے باطن کے مطابق مختلف قسم کے تجربات اور مشاہدات ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہمارے بہترین اوقات اس کے ذکر میں بسر ہوں بلکہ ہمارا ہر لمحہ اس کی یاد سے معمور ہو میں حضرت علی علیہ السلام کی اس دعا کو ہی اپنا دعا سمجھتی ہوں۔

ان تجعل اوقاتي في الليل و النهار بذكرك معمورة و بخدمتك موصولة و اعمالي عندك مقبولة حتى تكون اعمالي و اورادي كلها وردا واحدا و حالي في خدمتك سرمدا۔

اے میرے پروردگار میرے اوقات دن ہو یا رات اپنے ذکر سے معمور رکھ اپنی خدمت سے متصل کر، میرے تمام اعمال اپنی بارگاہ میں مقبول فرما۔ یہاں تک کہ میرے اعمال اور اوراد سب ورد واحد بن جائیں اور میری یہ حالت تیری خدمت میں جاودانی ہو جائے۔

اس کے باوجود انسان کو یہ احساس رہتا ہے کہ اس نے خالق حقیقی کا اس طرح سے ذکر نہیں کیا جیسا کہ ذکر کرنے کا حق تھا۔ جیسا کہ سید علی ہمدانی (باوجود یہ کہ ساٹھ برس ریاضت میں بسر ہوئے) اورادفتحیہ میں فرماتے ہیں۔ سبحانک ما ذکرناک حق ذکرک سبحانک ما شکرناک حق شکرک تو پاک ہے ہم نے تیری یاد نہیں کی جیسا کہ یاد کا حق تھا۔ تو پاک ذات ہے ہم نے شکر ادا نہیں کیا جیسا کہ شکر کرنے کا حق تھا۔ لیکن ذکر الٰہی بذات خود انسان کی طمانیت قلب کا باعث ہے اور طمانیت قلب ایمان کی تقویت کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کامل فرمائیں۔

شاہ ہمدان کی ایک مختصر مگر جامع عربی مناجات بھی ہے جو وہ زمانہ سلوک میں پڑھتے تھے۔ اس کی تاثیر بھی عجیب پرسوز ہے۔ سکردو بلتستان کے۔ ٹو کے یخ بستہ دامن سے گزرتے ہوئے "حرز ایمانی" شاہ ہمدان کا وظیفہ رہا۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ پوری امت مسلمہ کو ایک وحدت جانتے ہیں۔ ان کا اپنا شعار بھی "سلمان ابن سلام" ہے۔ یعنی مسلمان کی خودی، انا، پہچان اس کی ملت میں گم ہے۔ شاہ ہمدان ایک وجیہہ شخصیت کے مالک تھے۔ سر پر سیاہ عمامہ رکھتے تھے۔ ہاتھ میں عصا اور زبان پر قرآن کی تلاوت اور دل اس کی معرفت سے منور اور جسم پور کرتے اور مرقع۔ اسی متاع سے ہمدان سے بلتستان، کشمیر، لداخ تک تمام کوہستانی علاقوں میں بار اول شہر بہ شہر بار دوم کو بہ کو، بار سوم خانہ بخانہ گئے۔ آپ نے تقریباً سینتیس ہزار لوگوں کو نور اسلام

باقی صفحہ نمبر ۲

درود شریف کے فضائل

محمد ابراہیم خلیل بلغاری

۱۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے ایک کے بدلے میں دس بار۔

۲۔ درود پاک پڑھنے والے کے لئے رب تعالیٰ کے فرشتے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔

۳۔ جب تک بندہ درود پاک پڑھتا ہے فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

۴۔ درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔

۵۔ درود پاک سے عمل پاک ہو جاتے ہیں۔

۶۔ درود پاک خود اپنے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔

۷۔ درود پاک پڑھنے سے درجے بلند ہوتے ہیں۔

۸۔ درود پاک پڑھنے والے کے لئے ایک قیراط ثواب لکھا جاتا ہے جو کہ احد پہاڑ جتنا ہے۔

۹۔ درود پاک پڑھنے والے کو پیمانے بھر بھر کر ثواب ملتا ہے۔

۱۰۔ جو درود پاک ہی کو وظیفہ بنالے اس کے دنیا و آخرت کے سارے کے سارے کام اللہ تعالیٰ خود اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔

۱۱۔ درود پاک پڑھنے کا ثواب غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

۱۲۔ درود پاک پڑھنے والا ہر قسم کے ہولوں سے نجات پاتا ہے۔

۱۳۔ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود پاک پڑھنے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

۱۴۔ درود پاک پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت لکھ دی جاتی ہے۔

۱۵۔ درود پاک پڑھنے والے کے لئے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے امان لکھ دیا جاتا ہے۔

۱۷۔ اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ نفاق سے بری ہے۔

۱۸۔ لکھ دیا جاتا ہے کہ دوزخ سے بری ہے۔

۱۹۔ درود پاک پڑھنے والے کو قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے کے نیچے جگہ دی جائے گی۔

۲۰۔ درود پاک پڑھنے والے کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہوگا۔

۲۱۔ درود پاک پڑھنے والے کے لئے جب وہ حوض کوثر پر جائے گا خصوصی عنایت ہوگی۔

۲۲۔ درود پاک پڑھنے والا کل سخت پیاس کے وقت یعنی قیامت کے دن امان میں ہوگا۔

۲۳۔ پل صراط پر سے نہایت آسانی اور تیزی سے گزر جائے گا۔

۲۴۔ پل صراط سے اسے نور عطا ہوگا۔

۲۵۔ درود پاک پڑھنے والا موت سے پہلے اپنا مکان جنت میں دیکھ لیتا ہے۔

۲۶۔ درود پاک کی برکت سے مال بڑھتا ہے۔

۲۷۔ درود پاک پڑھنا عبادت ہے۔

۲۸۔ درود پاک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب نیک عملوں سے پیارا ہے۔

۲۹۔ درود پاک مجلسوں کی زینت ہے۔

۳۰۔ درود پاک تنگدستی کو دور کرتا ہے۔

۳۱۔ درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب لوگوں سے حضور اکرمؐ سے زیادہ قریب ہوگا۔

۳۲۔ درود شریف اپنے پڑھنے والے اور اس کی کئی پشتوں کو رنگ دیتا ہے۔

۳۳۔ درود پاک جس کو پڑھ کر بخشا جائے اسے بھی نفع دیتا ہے۔

۳۴۔ درود پاک پڑھنے کو اللہ تعالیٰ کا اور پھر اس کے حبیب کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

۳۵۔ درود پاک پڑھنے سے دشمنوں پر فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

٣٦۔ درود پاک پڑھنے والے کا دل زنگ آلود ہونے سے بچ جاتا ہے۔

٣٧۔ درود پاک پڑھنے والے سے لوگ محبت کرتے ہیں۔

٣٨۔ درود پاک پڑھنے والا لوگوں کی غیبت سے محفوظ ہوتا ہے۔

٣٩۔ درود پاک پڑھنے والے کو حضور رحمتہ العالمین شفیع المذنبین کی خواب میں زیارت ہوتی ہے۔

٤٠۔ ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

٤١۔ درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

٤٢۔ درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں کے پاس پہنچے گا۔

٤٣۔ درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور پاک متولی ذمہ دار ہو جائیں گے۔

٤٤۔ درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔

٤٥۔ درود پاک پڑھنے والے کو جان کنی میں آسانی ہوتی ہے۔

٤٦۔ جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔

٤٧۔ درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خداؐ کی محبت بڑھتی ہے۔

٤٨۔ رسول اللہ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔

٤٩۔ قیامت کے دن سید دو عالم نور محمدؐ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

٥٠۔ فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کے قلم سے چاندی کے ورقوں پر لکھتے ہیں۔

٥١۔ درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالتؐ میں لے جا کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں کے بیٹے فلاں نے حضورؐ کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔

٥٢۔ درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار اور نمائندگان توجہ فرمائیں

١۔ مستقل خریدار حضرات آئندہ خط و کتابت میں اور خصوصاً منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا مکمل پتہ اور خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر نہ لکھنے کے باعث ریکارڈ کو چیک کرنا انتہائی طویل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

٢۔ جن مستقل خریداروں کو دو رسالے موصول ہو رہے ہوں یا ان کا پتہ تبدیل ہوا ہو وہ ہمیں اس سے مطلع فرمائیں

٣۔ کچھ مستقل خریداروں کی جانب سے رسالہ نہ ملنے کی شکایات موصول ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ ادارہ کی جانب سے ہر مستقل خریدار کو ہر ماہ رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ اگر نہ ملے تو ڈاک کے متعلقہ حکام سے رجوع فرمائیں۔

٤۔ تمام مستقل خریداروں کے خریداری نمبر پتے کے ساتھ تحریر ہیں۔ اس نمبر کو ذہن نشین کر کے آئندہ خط و کتابت میں اسی کا حوالہ دیا جائے۔

٥۔ نمائندہ حضرات سے گزارش ہے کہ بقایا جات جمع کرتے وقت مستقل خریداروں سے ان کا خریداری نمبر پوچھ کر تحریر فرمائیں۔ ساتھ ہی نئے اور پرانے خریداروں کی الگ الگ فہرست ارسال فرمائیں۔

٦۔ نئے خریدار بننے کے خواہشمند منی آرڈر کوپن پر نئے خریدار ہونے کا تذکرہ کریں اور مکمل پتہ بھی تحریر فرمائیں۔

٧۔ جن مستقل خریداروں کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے انہیں ریمائنڈر جاری کر دیا گیا ہے اگر کسی نے سالانہ چندہ پہلے ہی جمع کروا دیا ہے تو اس ریمائنڈر کو منسوخ سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں ہمارے نمائندے سے یا براہ راست ادارہ نوائے صوفیہ کو مطلع فرمائیں۔ یہاں بھی اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولئے۔

مردمؤمن

غلام مہدی معروف کوردی

انما المومنون الذین امنو باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا

(یعنی مومن تو اصل میں وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور پھر شک میں نہ پڑے۔)

تاریخ گواہ ہے اور زمانہ شاہد ہے کہ وہی قومیں دنیا میں سرخرو ہوتی ہیں۔ اور مصاف زندگی میں اپنی برتری کا ثبوت دیتی ہیں جو یقین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتی ہیں وہ اپنے عقیدے کو دل و دماغ کی تمام قوتوں کے ساتھ جانتی اور مانتی ہیں نہ صرف یہ بلکہ وہ اس عقیدے اور یقین و ایمان کے مطابق عمل بھی کرتی ہیں۔ حالات کے تقاضے کتنے ہی خلاف ہوں اور کتنے مواقع ان کی راہ میں آئیں لیکن وہ اپنے یقین میں پختہ ہوتی ہیں اور ان کا عمل ان کے عقیدے سے ہم آہنگ رہتا ہے بعض اوقات بڑے بڑے مالی فوائد اور مادی منافع انہیں متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور راہ کی دشواریاں ان کے قدم روکتی ہیں۔ لیکن یقین و ایمان کی دولت سے مالا مال قومیں جس راہ کو صحیح سمجھتی ہیں اس سے سرِ انحراف نہیں کرتی گرتی پڑتی وہ سیدھے راستے پر ہی چلتی رہتی ہیں آبلہ پائی کے باوجود ان کے پاؤں نہیں لڑکھڑاتے اور ان کا عزم متزلزل نہیں ہوتا کہ قوم ہو یا فرد فلاح و کامرانی کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے ایمان عمل صالح حق پر قائم رہنے اور صبر کے ساتھ رہنے کا راستہ۔

قرآن کریم کی سورۃ العصر ایک عجیب و غریب سورۃ ہے صرف تین آیات پر مشتمل اس سورۃ میں ایک جہان معنی پوشیدہ ہے اس پر جتنا غور کیجیے معانی کے اتنے ہی پرت کھلتے جاتے ہیں۔ درحقیقت اس کی تشریح و تفسیر و تفہیم کے لئے صفحات کے صفحات درکار ہیں۔ غور کرنے والوں کے لئے حضرت امام شافعی کے الفاظ میں یہی ایک سورۃ کافی ہے یہ وہ سورۃ ہے جس کو تمام مسلمان اکثر نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ آیئے آپ بھی سنئے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنو و عملو الصلحت وتواصو بالحق واتواصو بالصبر۔ زمانے کی قسم بلاشبہ انسان بڑے گھاٹے میں ہے ہاں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کی۔

دیکھیے کتنے بلیغ اور جامع انداز میں اور مختصر الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو فلاح اور سعادت و سربلندی کا راستہ بتا دیا ہے دنیا کا کوئی بڑا کام یقین کے سہارے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ انسان اس وقت تک قدم نہیں اٹھایا جب تک اس کے صحیح ہونے کا اسے یقین نہ ہو۔ جس انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین ہو وہ مومن ہے۔ یعنی مومن تو اصل میں وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔

غور فرمایئے تو قرآن نے ایمان لانے کے بعد پھر شک میں نہ پڑنے کے الفاظ کہہ کر اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ایمان و ایقان اتنا کامل ہونا چاہیے کہ اس میں کبھی شک کی دوڑ نہ پڑے اور شبہات کی ذرا سی رمق بھی مومن کے دل میں نہ داخل ہو شک ایک ایسا دلدل ہے۔ جس میں پھنس کر آدمی کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ بے یقینی ایک ایسا اندھیرا ہے جس میں آدمی کو زندگی کی واضح واضح حقیقتیں بھی نظر نہیں آتیں اور وہ بینائی رکھتے ہوئے بھی مضبوط قدموں سے چل نہیں سکتا۔ ایمان کے بعد نیک اعمال کو بھی کامیابی کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ اعمال کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح صحیح منزل کے لئے سیدھے راستے کی ہوتی ہے منزل کا علم ہو مگر آدمی راستہ غلط اختیار کرے تو وہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکتا اس طرح عقیدہ صحیح ہو مگر اعمال غلط ہوں تو عقیدے کا۔ خاطر خواہ فائدہ نہ ہو گا اسی لئے

قرآن حکیم نے ایمان کے ساتھ عمل کو لازمی قرار دیا ہے۔ قرآن کی رو سے انسان کا کوئی عمل اس وقت تک صالح کی تعریف میں نہیں آتا جب تک وہ ایمان کے تابع نہ ہو اسی لئے قرآن نے ہر جگہ عمل سے پہلے ایمان کا ذکر کیا ہے کسی جگہ بھی قرآن نے ایمان کے بغیر عمل کو صالح قرار نہیں دیا مومن وہی ہے جو ایمان رکھتا ہے اور نیک کام کرتا ہو اس میں صالحات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ تمام نیک اعمال اور تمام بھلائیوں پر حاوی ہے۔

چنانچہ مرد مومن وہی ہے جو ایک طرف تو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو دوسری طرف وہ بھلائی کا نمائندہ ہو یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص مومن بھی ہو اور لوگوں کے لئے خیر و فلاح کا خیر خواہ نہ ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون رہے ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر بزدل نہیں ہو سکتا۔ بزدلی کا مفہوم آپ سب جانتے ہیں لیکن یہاں یہ لفظ بہت وسیع معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے عام مفہوم کے علاوہ بزدلی کی تعریف اس شخص پر بھی منطبق ہوتی ہے کہ جو کسی بات کو حق سمجھتا ہو مگر وہ کسی مصلحت سے کسی خوف سے یا کسی لالچ سے حق نہ کہے یعنی کتمان حق کا مرتکب بھی بزدل ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی ناحق بات کو کسی دباؤ میں آکر حق کہہ دینا بھی بزدلی ہے۔ مومن بزدل کیسے ہو سکتا ہے۔ مومن کی تو شان ہی نرالی ہے ایک عام انسان بھی اگر بزدل ہو تو وہ اپنی دوسری خوبیوں کے باوجود لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ مومن تو اس عالم ہست و بود کا صدر نشین ہے۔ وہ تو دنیا کی ہر دولت کو قدموں تلے روندتا چلا جاتا ہے۔ اس کو احساس ہوتا ہے کہ اس کائنات میں ایک طاقت ایسی بھی ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی مگر کائنات کی کوئی چیز اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے انسان کا عمل چاہے کتنے ہی پردوں میں چھپ کر کیا جائے اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے یہی احساس و یقین اس کو صراط مستقیم پر چلاتا ہے مرد مومن آخرت میں اپنے آپ کو تمام اعمال کا۔ وہ سمجھتا ہے اس سے وہ طاقت رکھنے کے باوجود کسی پر بے جا ہاتھ نہیں اٹھاتا اقتدار رکھنے کے باوجود وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا وہ دوسروں کے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا ہے۔ جو اپنے لئے وہ ناپسند کرتے ہیں وہ ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی ظالم کا ساتھ دیتا ہے۔ وہ حق پر یقین رکھتا ہے اور حق پر قائم رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مرد مومن حق کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرتا ہے اور اپنے رفیقوں کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے وہ خود نیک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ وہ خود بھلائی کرتا ہے اور بھلائی کی دعوت بھی دیتا ہے مرد مومن خود کھاتا ہے تو دوسرے کو بھوکا نہیں دیکھ سکتا ہو ایک اچھا شوہر ہوتا ہے وہ ایک مشفق باپ ہوتا ہے۔ وہ ایک سعادت مند بیٹا ہوتا ہے۔ وہ اپنا حق لینے سے پہلے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ وہ کسی سے کام لیتا ہے تو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کر دیتا ہے۔ وہ مزدور ہوتا ہے تو معاوضہ کے مطابق محنت کرتا ہے۔ وہ کام چور نہیں ہوتا۔ وہ اپنی گفتار میں اپنی کردار میں اللہ کی برہان ہوتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ جہاں میرے لئے ہے میں جہاں کے لئے نہیں ہوں۔ مرد مومن دنیا کو ہیچ سمجھتا ہے۔ وہ دنیا کے لئے رحمت ہوتا ہے وہ جب کوئی کام کرتا ہے تو سب سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ اللہ کی رضا کیا ہے اللہ کے رسولؐ کی مرضی کیا ہے۔ مسلمانوں کی بھلائی کس میں ہے ملت کا فائدہ کس میں ہے انسانوں کے لئے بہتر راستہ کونسا ہے۔ مومن اللہ کا خلیفہ ہے اس کا نائب ہے وہ اپنے ہر فعل میں نیابت الہی کا حق ادا کرتا ہے۔ مرد مومن کو جب حکومت ملتی ہے تو وہ فرعون نہیں بنتا ہے وہ خادم بن کر لوگوں کی خدمت کرتا ہے۔ وہ جب محکوم ہوتا ہے تب بھی اللہ کی محکومی کو اولیت دیتا ہے۔ وہ راعی ہو رعایا ہو حاکم ہو محکوم ہو صاحب ثروت ہو غریب ہو معلم ہو متعلم ہو تاجر ہو خریدار ہو ہر حال میں اور ہر حیثیت میں مرد مومن ہی رہتا ہے۔

تعارف و تبصرہ کتب

منشور ملک عشق

علی احمد قمر
پروڈکشن چیف پی۔ ٹی۔ وی اسلام آباد

سید امیر کبیر علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان نے تاجکستان، سنکیانگ، صوبہ سرحد، بلتستان اور کشمیر جیسے دور افتادہ اور دشوار گزار پہاڑی خطوں میں اسلام کے آفاقی پیغام کو کفر و الحاد کے باتھوں شکستہ اقوام تک وسعت دے کر ان لوگوں کو بخشش اور نجات کی راہوں سے روشناس کرایا اور انہیں صدیوں کی جہالت کی تاریکیوں سے نکالا۔ برفانی خطوں کے یہ باسی رہتی دنیا تک ان کے ممنون احسان رہیں گے۔ شاہ ہمدان نے اپنی زندگی اور قول و فعل سے یہ ثابت کر دکھایا کہ احکامات الٰہی بنی نوع انسان کے لئے روشن چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر بھولی بھٹکی ہوئی انسانیت ابدی نجات کا راستہ پا سکتی ہے۔ شاہ ہمدان کا فارسی کلام ان کے اقوال و افعال کی منہ بولتی تصویر ہے جن سے نسل انسانی کے لئے رشد و ہدایت کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔

ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے شاہ ہمدان کے اس آفاقی پیغام کو اردو میں منظوم کر کے فارسی زبان سے نابلد قارئین پر احسان عظیم کیا ہے۔ میں نے بڑی توجہ سے تسلسل کے ایک ہی نشست میں منشور ملک عشق کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ محض ایک ترجمہ ہی نہیں بلکہ اس کے مطالعے سے ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے بلند شعری ذوق اور تخلیقی کاوش کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قدیم فارسی انداز بیان کو جدید شعری تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے دین اور ادب دونوں کی بھرپور خدمت کی ہے۔ ترجمے کے ان جیسے بے شمار دوسرے اشعار نے "منشور ملک عشق" کو جدید دینی و ادبی کارناموں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔

یہ دولت ہر مسافر کا نہیں بس اس کا حصہ ہے
جو اپنی روح کے اندر سدا محو سفر ہو گا

نسیم کوئے یار آتی ہے جب تو دشت امکاں کا
ہر اک ذرہ ہجوم جذب و مستی سے تڑپتا ہے

(ع۔ا۔ق)

بقیہ: حضرت شاہ ہمدان

سلطان جائر کلمہ حق کے آسمان پر دور نبوی کے بعد سیدنا حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ السلام حق گوئی کے ماہ تاباں نظر آ رہے ہیں۔ تو ان کی امت میں حق گوئی کی پاداش میں تخت کی بجائے تختہ قبول کرنے والوں کی کسی بھی دور میں کمی کی نہیں آئی۔ ہر قرن میں خداوند قدوس نے رجال کار پیدا فرمائے جو عوام کا نہیں بلکہ حکام و عمائدین سلطنت کا احتساب کرتے رہے ہمارے مقتدا و پیشوا شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی زمرہ کے شاہ سواروں میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر آپ غور فرمائیں تو ہمدان سے آخری مرتبہ ہجرت اور کشمیر جنت نظیر کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنانے کی اصل وجہ آپ کی حق گوئی اور بے باکی ہے، جس میں آپ نے اسد اللہی طریق کو اپنایا تیمور کی خوں چکانیوں کے باوجود آپ کلمہ حق کہنے سے نہ چوکے اور دوسرے موقع شناسوں کی طرح روباہی اختیار نہ کی۔

بقیہ: اوراد فتحیہ

سے معترف کیا۔ یہ آپ کی تعلیمات کا کمال ہے کہ شیعہ، سنی، نوربخشیہ، وہابیہ سبھی آپ کی عظمت کے معترف اور ارادتمند ہیں کشمیر میں آپ کی مسجد "خانقاہ معلیٰ" بلتستان میں "جامع مسجد مزمل" اور خانقاہیں، خانقاہوں میں خانقاہ صرف عبادتگاہیں نہیں تھیں بلکہ دارالاقامہ، دار العلوم اور دانشگاہیں بھی تھیں۔ علامہ اقبال جیسے صاحبان نظر اسی مکتب فکر کے ارادتمند ہوئے۔ چنانچہ اپنے جاوید نامہ کا تخیلاتی، روحانی سفر میں منزل مریخ پر حکیم ملت شاہ ہمدان کے حضور نغمہ سرا ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سید السادات سالار عجم
دست او معمار تقدیر امم

امت مسلمہ کو آج پھر اسی تقدیر گری کی ضرورت ہے۔ آیئے اور شاہ ہمدان کی نغمہ سنجی سے ہم سب یک دل ہو کر حضور الٰہی میں پکاریں۔ اللھم کرم امة محمد اللھم عظم امة محمد۔ اے بار الٰہا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکرم۔ اے بار الٰہا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت و بزرگی والا بنا۔

یہ عظمت و بزرگی ہماری یک جہتی اور یکدلی میں ہے۔ آیئے اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب، آل اطہار، اصحاب کرام کے انوار سے مستنیر ہو کر اقوام عالم کے سامنے سرافراز و سربلند ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیک توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اپنی محبت کی گرمی اور اپنے حبیب کی اطاعت کے سرور سے سرشار کرے۔

آمین یارب العالمین

آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر۔

اس عنوان کے تحت اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر۱۔ غسل واجب کے دوران صابن کا استعمال کیسا ہے؟

سوال نمبر۲۔ غیر مسلم سے مچھلی کی خریداری کھانے کی غرض سے جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۳۔ کیا مچھلی میں بھی حلال اور حرام کا شرعی تصور ہے؟

سوال نمبر۴۔ کیا مسافر کے لئے سفر کے دوران غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں جا کر سبزی اور چاول کھانا درست اور روا ہے؟

سائل سید مرتضیٰ چیئرمین
علی مدد ایکشن کمیٹی بقدانگ نوبرا

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ صابن کا استعمال میل کچیل سے مزید صفائی حاصل کرنے کے لئے ہے۔اس سے دلک معتاد سے تجاوز کر جانے کا اندیشہ قوی ہے جو سوالات کے منافی ہے۔ لہذا واجب غسل کی بجاآوری کے دوران صابن کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صابن کا استعمال کرنا چاہیں تو غسل کے اختتام پر کریں یا آغاز غسل سے پہلے صابن کا استعمال کریں۔ غسل کے اختتام پر صابن کا استعمال کرنا بہتر ہے کیونکہ آغاز غسل سے پہلے صابن وغیرہ کے استعمال سے میل کچیل سے مزید صفائی چاہنے پر مردے کی مشابہت لازم آتی ہے۔ لہذا غسل کے اختتام پر ہی صابن کا استعمال کریں۔ اس نوعیت کا سوال سابقہ شماروں میں بھی آچکا ہے۔

جواب نمبر۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ غیر مسلموں سے دیگر اشیائے خوردنی کی طرح مچھلی کی خریداری بھی شرعاً جائز ہے۔ اس نوعیت کا سوال بھی سابقہ شماروں میں آچکا ہے۔

جواب نمبر۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مچھلی تمام قسمیں شرعاً حلال ہیں۔ مچھلی کا کھانا اس صورت میں حلال ہے جبکہ مچھلی پکڑنے والا پانی سے زندہ مچھلی پکڑے۔ گویا شکاری کے ہاتھ میں زندہ مچھلی کا آنا اس کے کھانے کی حلت کے لئے شرعاً ضروری ہے اگر مچھلی شکار کی اپنی کارروائی کے نتیجے میں مر چکی ہو اور شکاری کے ہاتھ میں اپنی ہی کارروائی کے نتیجے میں مری ہوئی مچھلی آجائے تو یہ بھی حلال ہے۔ اگر مچھلی خود بخود پانی میں مری ہوئی ہو تو وہ حلال نہیں ہوگی جواب نمبر۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسافر کو سفر کے دوران ہوٹلوں میں کھانا کھانے کے سوا کھانے کا کوئی متبادل ذریعہ میسر نہ ہو اور مسلم ہوٹل بھی موجود نہ ہو تو وہ غیر مسلم کے ہوٹلوں میں جا کر کھانا کھا سکتا ہے۔ ہر حلال چیز کا کھانا اس کے لئے شرعاً جائز ٹھہرے گا۔ ہاں وہ گوشت ان ہوٹلوں میں نہ کھائیں۔ کیونکہ غیر مسلم حضرات اپنے ہوٹلوں میں حلال گوشت جانوروں کے ساتھ ساتھ حرام گوشت جانوروں کا گوشت بھی استعمال کرتے ہیں۔ حلال گوشت جانور کا شرعاً درست ذبح کرنا بھی ہمارے لئے ایک موہوم سی بات ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم جو اہل کتاب میں سے ہو وہ اللہ کا نام لے کر یعنی۔ بسم اللہ و اللہ اکبر" پڑھ کر کسی حلال گوشت جانور کو ذبح کرے تو اس کا یہ ذبیحہ شرعاً کھانے کے قابل ہے۔ یہ عام خوردنی اشیاء کی فہرست میں شرعاً آسکتا ہے۔ اس کی حلت پر قرآن کریم گواہ ہے۔ ارشاد باری ہے۔ و طعام الذین اوتو الکتاب حل لکم و طعامکم حل لھم۔ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ (القرآن سورہ مائدہ)

سوال میں صرف سبزی اور چاول کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ہم نے یہاں پر قدرے تفصیل بتلادی ہے۔ امید ہے کہ علی مدد ایکشن کمیٹی بقدانگ نوبرا کے چیئرمین محترم سید مرتضیٰ صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو سکیں گے۔ اس نوعیت کا سوال بھی سابقہ شماروں میں آچکا ہے۔

دنیائے تصوف کی خبریں

جی - ایچ - معروفی

کرگل سے ایک خط

مکرمی ایڈیٹر نوائے صوفیہ اسلام آباد

بعد از دعا و سلام عرض ہے کہ خبرنامہ نوائے صوفیہ بابت ماہ نومبر ۱۹۹۶ء ہماری انجمن میں پہنچا تو بے حد خوشی اور مسرت کا ماحول بن گیا بلکہ یوں کہوں کہ عید کا سا سماں بن گیا کیونکہ ہماری انجمن کو نوائے صوفیہ کی اشاعت کا علم تو ہوا تھا مگر یہ امید نہ تھی کہ کبھی یہ رسالہ ہماری انجمن سے بھی گزرے گا۔ ہم اراکین انجمن صوفیہ تھسکام ضلع کرگل اپنے علاوہ جملہ نوربخشیوں کی طرف سے بھی اراکین ادارہ نوائے صوفیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی ان تھک کوشش سے یہ رسالہ منظر عام پر آتا ہے۔ اس رسالے کی اشاعت سے ایسے بے شمار چھوٹے چھوٹے دینی مسئلوں کا جواب بھی ملنے لگا ہے جو کارگل کے نوربخشیوں کو بالخصوص آج تک نصیب نہ ہوا تھا۔ ہمیں یہ رسالہ جناب قربان علی صاحب نوبراہ کی وساطت سے موصول ہوا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

عرض یوں ہے کہ ہندوستان میں بھی نوربخشی بڑی تعداد میں موجود ہیں اور اس لگن میں مشغول ہیں کہ کسی طرح سے لوگوں میں نوربخشی کتابیں اور لٹریچر عام ہو جائے اور اسی امید کے پیش نظر ہم نے یہ انجمن تشکیل دی ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس کو چھپوا کر اس دیرینہ خواہش کی تکمیل کریں۔ تاہم ان چند کتابوں کو جو آپ لوگوں نے بھیجی ہیں چھپوا کر عام کر دیا ہے۔ ہم نے اس کمی کے بارے میں ماضی میں بھی بہت سے خطوط ارسال لئے مگر کہیں سے کوئی جواب نہ آیا اور ہماری امیدیں دم توڑ گئیں لیکن آج نوائے صوفیہ کو دیکھ کر ہماری امیدیں پھر سے مستحکم ہو گئی ہیں کہ ہمارے نوربخشی بھائی ہم سے دور ضرور ہیں لیکن ہم سے بے خبر نہیں ہیں۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ ماہنامہ نوائے صوفیہ کی ماہانہ اشاعت کے علاوہ دیگر نوربخشی کتابوں کی بھی ایک ایک جلد ارسال کریں۔ ہم آپ کے ممنون احسان ہوں گے کیونکہ ہمارے ہاں نہ تو کوئی دینی کتابیں ہیں اور نہ کوئی عالم دین۔

خط کے جواب کے لئے اہل انجمن کی راستہ بین نگاہیں منتظر ہیں۔

اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ
تھسکام دراس گارگل
لداخ ہندوستان

جواب۔

گرامی قدر اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس گارگل۔

آپ کا خط موصول ہونے سے ہم لوگوں کو بھی مسرت حاصل ہوئی۔ نیک جذبات کا شکریہ۔ انشاء اللہ ہم آپ تک نوائے صوفیہ اور نوربخشی کتابوں کی باقاعدہ ترسیل کا بندوبست کریں گے۔ سلسلہ مراسلت جاری رکھئے۔ (ادارہ)

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن سرمیک کا ایک اجلاس مورخہ ۲۱ مارچ کو منعقد ہوا۔ جس میں شاہ ہمدان پبلیکیشنز اسلام آباد کی جانب سے شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ چہل اسرار کا اردو ترجمہ "منشور ملک عشق" شائع کرنے پر تمام اراکین خصوصاً ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کو مبارک باد پیش کی گئی۔ اس کے علاوہ تحفۃ الاحباب کا اردو ترجمہ شائع کرنے پر اخوند محمد رضا صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کیا گیا۔ شرکائے اجلاس نوائے صوفیہ کی وساطت سے طلباء برادری سے اپیل کرتے ہیں کہ ان مذہبی کتابوں کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں اور ان کی مندرجات سے استفادہ کریں۔

محمد الیاس سکریٹری
شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن
سرمیک سکردو بلتستان



ڈاکٹر روزی محمد کا سانحہ ارتحال

نوجوان ڈاکٹر روزی محمد گزشتہ دنوں کمپلکس ہسپتال اسلام آباد میں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے ۔ مرحوم کچھ دنوں سے جگر کے پیچیدہ عارضے میں مبتلا تھے جو جان لیوا ثابت ہوا مرحوم کو سیکڑوں اہل وطن کی موجودگی میں اسلام آباد کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ۔ مرحوم ڈاکٹر روزی ماہنامہ نوائے صوفیہ کے سکردو کے نمائندے صدیقی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے ۔ ان کی وفات ایک اہم قومی سانحہ ہے ۔ ادارہ نوائے صوفیہ کے جملہ اراکین مرحوم کے لواحقین کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں ۔ (ادارہ)

کویت میں مقیم کریس کے اہل نوربخشیہ کا اجلاس

گزشتہ دنوں کویت میں مقیم کریس کے نوربخشیوں کا ایک اجلاس ہوا جس کی صدارت نائب صدر عبدالرحمن نے کی اجلاس میں نوجوانوں نے اہل اسلام کے بیچ اتفاق اور اتحاد کی ضرورت پر زور دیا اور عوام سے اپیل کی کہ وہ ملی یک جہتی کے لئے کسی قربانی سے گریز نہ کریں اور اتحاد بین المسلمین کے جذبہ سے سرشار ہو کر فروغ اخوت و محبت کو اپنا شعار بنائیں ۔ اور مذہبی گروہ بندی اور تنگ نظری سے کنارہ کش رہیں ۔

عبدالرحمان حسن کریس کویت

مدرسہ حیدریہ انسوق خپلو میں جلسہ

حسب سابق امسال بھی مدرسہ حیدریہ انسوق خپلو میں سالانہ امتحان کا انعقاد ہوا جس میں درجہ بندی کے علاوہ اول دوم اور سوم آنے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کی گئی ۔ اس سال ممتحن نامور عالم دین مفتی محمد عبداللہ صاحب تھے ۔ فقہ احوط پڑھنے والوں میں علی محمد اور ذکیہ نے بالترتیب لڑکوں اور لڑکیوں میں اول پوزیشن حاصل کی جبکہ دعوات صوفیہ پڑھنے والوں میں محمد علی اور ناظرہ بتول نے بالترتیب طلبا اور طالبات میں پہلی پوزیشن حاصل کی ۔ قرآن شریف ناظرہ پڑھنے والوں میں غلام عباس اور رضیہ نے بالترتیب طلبا اور طالبات میں پہلی پوزیشن حاصل کی ۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد عبداللہ صاحب نے کہا کہ اس دور میں والدین کا اپنے بچوں کو مروجہ تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کی طرف بھی راغب کرنا خوش آئند بات ہے انہوں نے کہا کہ دعوات صوفیہ میں مندرج چودہ کلمات قدسیہ دین حقہ کی بنیاد ہے یہ چودہ کلمات شاہ قاسم فیض بخش کے عطا کردہ ہیں جس میں ہمارا اعتقادی نام صوفیہ نوربخشیہ تحریر ہوا ہے انہوں نے کہا کہ فقہ الاحوط اتحاد بین المسلمین کا آئینہ دار ہے ۔

اعجاز حسین انسوق

متلو شگر میں سہ روزہ اعتکاف

گزشتہ دنوں متلو وزیرپور شگر میں سہ روزہ اعتکاف کا انعقاد ہوا جس میں چھیالیس خوش نصیب افراد نے شرکت کی ۔ اختتامی تقریب سے جناب سید نواز حسین ، مفتی علی محمد ہادی ، مولانا محمد اسماعیل اور سید محمد ابراہیم صاحب نے خطاب کیا اور سامعین کی ایک بڑی تعداد مستفید ہوئی ۔

شیر علی جنرل سکریٹری
تنظیم فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ
وزیرپور شگر

ڈوغنی بلتستان میں سہ روزہ اعتکاف

اس سال ڈوغنی بلتستان میں سہ روزہ اعتکاف کا انعقاد ہوا جس کے اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسے کی صدارت سید نواز حسین شگری نے کی اور مفتی علی محمد ہادی صاحب کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا۔ قاری محمد اسحاق نے تلاوت کلام پاک اور کاچو اختر حسین نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ سید صادق شاہ صاحب نے اعتکاف نشینی کے لوازمات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مراد علی نوری اور غلام حسین نورانی نے بھی اعتکاف نشینی کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا۔ نوجوان عالم دین مولانا محسن سرموی نے بھی اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا۔ سید نواز حسین شگری نے بلغار کے غیور عوام کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ اس عظیم الشان عبادت کا غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب فقہ الاحوط میں خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مذہبی منافرت پھیلانے والوں سے ہشیار رہنے کی تلقین کی۔

محمد موسیٰ ٹی جی ٹی ڈوغنی

عاشقان شاہ ہمدانؒ کا دورہ نوکوٹ

مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۹۷ء کو محمد اشرف صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایبٹ آباد کی معیت میں تین اہل تصوف نے جن میں علی محمد ایم۔ اے براہ، سید محمد شاہ ایبٹ آباد، محمد سلیم انجینیرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا شامل تھے موضع نوکوٹ ضلع مانسہرہ میں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے رحلت پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ مؤرخین کے مطابق نوکوٹ ایک زمانے میں ترکوں کا دارالخلافہ تھا اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ یہاں تبلیغ اسلام کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ نوکوٹ میں وفات کے بعد شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے جسد خاکی کو اپنے کے مریدوں نے چھ ماہ کی طویل مسافت کے بعد پا پیادہ ختلان پہنچایا۔ تمام راستے آپ کے جسد مبارک پر ابر سایہ فگن رہا اور اس سے ایسی لطیف خوشبو آتی رہی جس کی مثل مریدان معرف کے لئے دنیا کے بازار خوشبویات میں ڈھونڈنا محال تھا۔

نوکوٹ میں جہاں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے وفات ہے آپ کے مریدوں نے یا علاقے کے حکمرانوں نے اینٹوں سے ایک احاطہ تعمیر کرایا تھا جہاں دور دور سے خلق خدا زیارت کے لئے آتی ہے۔ گردش ماہ و سال نے چاردیواری کی حالت خستہ بنادی ہے لیکن اللہ کے نیک بندے مختلف اوقات میں اس کی مرمت کرتے رہے ہیں۔

انٹرنیشنل شاہ ہمدان ایسوی ایشن کی کوشش سے آزاد کشمیر کے اس وقت کے صدر اور وزیر اعظم نے شاہ ہمدان کے نوکوٹ میں قیام کی مختصر تاریخ کو سنگ مرمر پر کندہ کرا کر نصب کرایا ہے۔ مزید تعمیراتی کام کی توقع ہے۔

شاہ ہمدان ویلفئیر سوسائٹی نوکوٹ کے صدر اور دیگر معززین نے وفد کے ارکان سے ملاقات کی اور ارادہ ظاہر کیا کہ مستقبل قریب میں اس سوسائٹی کا ادارہ نوائے صوفیہ اور نوربخشی انجمن سے ربط بڑھایا جائے گا۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ سے گزارش ہے کہ اس احاطے کی تعمیر کے لئے اپنے عطیہ جات سید محمد شاہ الموسوی سوئی گیس ایبٹ آباد کے پاس جمع کرائیں تاکہ تعمیراتی کام کا آغاز کیا جاسکے۔

سید محمد شاہ موسوی
نمائندہ نوائے صوفیہ ایبٹ آباد

محمد یونس خان صاحب کا اعزاز

علاقہ یوچنگ سے تعلق رکھنے والے جناب محمد یونس خان گزشتہ دنوں اٹامک انرجی کمیشن سے بطور سکیورٹی آفیسر ریٹائر ہوئے۔ اس موقع پر موصوف کے اعزاز میں شاندار الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا گیا اور ان کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف کے طور پر خصوصی شیلڈ عطا کی گئی جو اس نوعیت کا منفرد واقعہ ہے۔

مفتی محمد عبداللہ صاحب کا سفر حج

خپلو کی معروف دینی شخصیت مولانا محمد عبداللہ صاحب فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے تو خپلو کی اعلیٰ سرکاری، مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے مولوی صاحب کو الوداع کہی اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو اپنے حفظ وامان میں رکھ کر حج مبرور کی سعادت نصیب فرمائے۔

م ش کوروی

مدرسہ شاہ ہمدان کے سالانہ نتائج کا اعلان

مورخہ ۳۰ مارچ کو مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے سالانہ نتائج کا اعلان ہوا۔ اس سلسلے میں ایک تقریب مسجد شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا علی محمد ہادی نے کی جبکہ الحاج جناب فقیر محمد ابراہیم کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا۔ کاچو اختر حسین نے تلاوت کلام مجید اور محمد شریف نے حمد باری تعالیٰ پیش کر کے تقریب کا آغاز کیا۔ سٹیج سکریٹری کے فرائض قاری غلام رسول نے انجام دیئے۔ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے مہتمم جناب دولت علی تھلوی نے کہا کہ مدرسہ کو قائم ہوئے دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اس دوران ہم نے تیس ہونہار طالبعلموں کی شکل میں اچھے عالم دین پیدا کئے ہیں، اس کامیابی کے لئے سیاچن سے کراچی تک کے نوربخشی ستائش اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۹۷ سے تین طلباء کو داخلہ دیا جا رہا ہے ان کے لئے مروجہ نصاب بھی پڑھانے کا خاطر خواہ بندوبست کیا گیا ہے۔ انہوں نے جناب غلام مہدی اور جناب بابو اسحاق کی انتھک کوششوں کی تعریف کی۔ اس کے بعد مدرسہ کے پرنسپل جناب محمد ابراہیم فیضی صاحب نے سالانہ نتائج کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس سے قبل امتحانات کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے کوئی مدرسہ کامیاب نہ ہو سکا۔ انہوں نے مولانا علی محمد ہادی کی معاونت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

نتائج کے مطابق سید سلطان محمد نے سال اول میں پہلی اور محمد اشرف نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ دوم میں کاچو اختر حسین نے اول اور محمد الیاس نے دوسری پوزیشن حاصل کی علامہ فیضی صاحب نے دیگر اساتذہ مولانا عارف حسین اور جناب محمد عیسیٰ کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ نتائج کے بعد جناب علی موسیٰ سوشل ویلفیئر آفیسر سکردو جناب غلام حیدر ایڈوکیٹ، جناب حاجی علی محمد، ممتاز سکالر جناب ذاکر حسین ذاکر، جناب اخوند علی سترونپی، اور جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم نے بھی حاضرین سے خطاب فرمایا اور اپنے زرین خیالات سے مستفید فرمایا۔ آخر میں صدر جلسہ جناب علی محمد ہادی نے خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اس دینی درسگاہ کی کامیابی اور اہل صوفیہ نوربخشیہ کے آپس کے اتحاد و اتفاق کے لئے دعائے خیر کی۔

الطاف حسین
سکریٹری نشرواشاعت

انجمن طلباء بلتستان لاہور کے انتخابات

انجمن ہذا کے انتخابات ۱۳ مارچ کو منعقد ہوئے جس میں نئی کابینہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس موقع پر مولانا غلام حسن اور مولانا شناء اللہ صاحب نے خطاب کیا۔ عہدیداران کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

نگران اعلیٰ۔ مولانا غلام حسن صاحب
صدر۔ مولانا محمد بشیر آفتاب
نائب صدر۔ مولانا شناء اللہ
جنرل سکریٹری۔ انور علی شہزاد
پریس سکریٹری۔ جاوید علی سالک
جوائنٹ سکریٹری۔ محمد شاکر
فنانس سکریٹری۔ مہدی علی
ناظم بزم۔ محمد یونس

جاوید علی سالک پریس سکریٹری

تنظیم فدائیان آل رسولؐ صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان کراچی یونٹ کا اجلاس

تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس (کراچی یونٹ) کا سالانہ اجلاس مورخہ ۲ فروری ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا جس کی صدارت حاجی اسماعیل صاحب نے کی جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے بعد جنرل سکریٹری نے تنظیم کی کارکردگی سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر سال ۱۹۹۷ء کے لئے نئی کابینہ کا چناؤ بھی عمل میں آیا جس کے ارکان درج ذیل ہیں۔

صدر۔ علی مراد گوہر
نائب صدر۔ حاجی اسماعیل
جنرل سکریٹری۔ علی محمد
جوائنٹ سکریٹری۔ محمد حسن جنیدی
خزانچی۔ عبدالرحمان
نائب خزانچی۔ حاجی محمد حسین
سکریٹری نشرواشاعت۔ محمد علی
ڈپٹی سکریٹری نشرواشاعت۔ محمد حسن معروفی
رابطہ سکریٹری۔ فدا حسین
ڈپٹی رابطہ سکریٹری۔ محمد اسماعیل

علی محمد جنرل سکریٹری



انجینیئر غلام محمد غازی

نوائے صوفیہ کا قاری ہوں۔ آپ سے گلہ ہے کہ اس سے قبل میں رسالے کے نام تین چار خطوط بھیج چکا ہوں لیکن کوئی خط شائع نہیں ہوا۔ ایک مضمون ارسال ہے، امید ہے اسے چھاپ کر حوصلہ افزائی کریں گے۔

مظاہر علی دلشاد شگری
نیشنل کالج کراچی

نوائے صوفیہ شوق سے پڑھتا ہوں۔ رسالے کا ہر شمارہ معیاری پایا۔ ایک مضمون ارسال کیا تھا مگر شائع نہیں ہوا۔

مظاہر حسین تبسم بلغاری

فروری کا شمارہ پڑھنے کو ملا تمام مضامین معیاری تھے۔ اللہ کرے مضمون نگاروں کا زور قلم اور بڑھے۔ طالب علموں کو قیمت میں رعایت دے کر مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ ایک سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔

غلام رسول ثاقب سرمیکی
ڈگری کالج ایبٹ آباد

نوائے صوفیہ کا قاری ہوں جو جملہ اہل مذہب کے لئے چراغ راہ ہے۔ حسنو صاحب کے مضامین اور مجموعہ شریعت محمدیہ کی روشنی میں سوال وجواب کا سلسلہ بہت پسند ہے۔

غلام رسول، رفیق البلال
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکاروں کے لئے باعث فخر ہے۔ اس رسالے میں چھپنے والے معیاری مضامین اس کی مقبولیت کا باعث ہیں۔ نیاز مند سالانہ چندہ ارسال کرے گا۔ رسالے کی ترسیل جاری رکھئے۔

اخوند غلام حسین خریداری نمبر ۱۸۱ مورغونو خپلو

رسالہ نوائے صوفیہ نہ صرف ظاہری حسن وخوبی سے مالامال ہے بلکہ قرآن وسنت اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی تعلیمات اور سائنسی معلومات سے بھی مزین ہے۔ بلا مبالغہ نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ کو دین کی طرف راغب کرنے میں نوائے صوفیہ کا بڑا ہاتھ ہے۔

گلزار حسین گلزار کھلو

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں جو ہم طالب علموں کے لئے استاد کی حیثیت رکھتا ہے بندہ ناچیز این۔وائی۔ایف گلاب پور شگر کا سکریٹری بھی ہے۔ لداخی نوربخشیوں کو سلام۔ ہماری قوم ابدالی بابھی لداخ سے آکر شگر میں آباد ہوئی ہے۔

جاوید ابدالی گلاب پور شگر

نوائے صوفیہ شوق سے پڑھتا ہوں۔ رسالے کی تقسیم کا نظام درست نہیں ہے۔ قاری کو کبھی دو رسالے مل جاتے ہیں کبھی ایک بھی نہیں ملتا۔ میں نے تین مضامین بھیجے تھے لیکن ایک بھی شائع نہیں۔

محمد بشیر کوروی خپلو

نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ دستی بھیجا تھا لیکن دو ماہ یعنی جنوری اور فروری کے شمارے نہیں ملے۔ امید ہے کہ ترسیل شروع کریں گے۔

سپاہی غلام حسین یوچنگوی

قطراتہ میں اپنے ساتھیوں سے جمع کر کے بھیج رہا ہوں ملنے پر اطلاع دیں ایک مضمون بھی ارسال ہے امید ہے شائع کریں گے۔

محمد حسن نوری

ایک سوال ارسال ہے۔ میری طرف سے اور میرے والد صاحب کی طرف سے لداخ اور بقدانگ کے نوربخشیوں کو رسالے کی وساطت سے سلام عرض ہے۔

صوفی روزی علی چھوربٹ لچھت

چند سوالات کے جواب مطلوب ہیں امید ہے کہ حل کریں گے۔

غلام علی چھوربٹ لچھت

نوائے صوفیہ مذہب حقہ کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

غلام نبی ثاقب تھگسوی راولپنڈی

مذہب صوفیہ کا ادنیٰ خادم ہوں اور گلشن تصوف کے خوبصورت پھول نوائے صوفیہ کا قاری ہوں۔ یہ محض ایک رسالہ نہیں بلکہ ملت نوربخشیہ کے پیروکاروں کے لئے خزانہ حقائق و معارف ہے۔ کچھ مشورے پیش خدمت ہیں امید ہے غور کریں گے۔

محمد بشیر حسن آباد

میں مذہب حقہ کا ایک سرگرم خادم ہوں اور نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔

فدا علی ٹیچر غواڑی

نوائے صوفیہ کے ذریعے سے فقہ الاحوط کے احکامات سے خوب واقفیت ہو رہی ہے۔

محمد الیاس نوری ہلدی

نوائے صوفیہ کے اہم ستون ڈاکٹر غازی کا ترجمہ چہل اسرار پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ترجمے میں فارسی زبان کی چاشنی اور دلکشی کو خوبصورت انداز میں برقرار رکھا ہے۔ غازی صاحب کو اس کامیاب کوشش پر مبارک باد پیش ہے۔ حسنو صاحب نے مقدمہ بھی شاندار لکھا ہے۔

احسان علی دانش ایل ڈی سی بی اینڈ آر

رسالہ چہل اسرار کا منظوم ترجمہ منشور ملک عشق شائع ہونے پر غازی صاحب اور اراکین شاہ ہمدان پبلیکیشنز خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ کتاب کی قیمت ارسال کرنے کے باوجود کتاب نہیں ملی۔

(جواب۔ مراسلہ نگار کا نام بد قسمتی سے یہاں درج نہیں ہے۔ بہر حال ان سے گزارش ہے کہ منشور ملک کی ایک کاپی ان سطور کا حوالہ دے کر اپنے علاقے کے متعلقہ نمائندے سے مفت حاصل کریں۔ کچھ دشواریوں کی بنا پر ہم فی الحال کتاب کی ترسیل سے قاصر ہیں۔)

مذہب حقہ کی ترویج میں نوائے صوفیہ اہم کردار ادا کر رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ میں بھی اس کار خیر میں حصہ لوں۔ ایک رسید بک ارسال کریں تاکہ چندہ کر کے رقم ارسال کروں

غلام علی جوہر یوچنگ

نوائے صوفیہ کا قاری اور دلدادہ ہوں۔ اب تک دوسروں سے مانگ کر مطالعہ کرتا رہا۔ آئندہ کے لئے خود بھی مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ چندہ کی رقم ارسال ہے۔

نثار حسین بلغاری
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

نوربخشی نونہالوں کو درس قرآن اور دعوات صوفیہ کی تعلیم دینے میں مصروف رہتا ہوں۔ لیکن آج کل نوربخشی قاعدے اور پارہ الف لام میم کی دستیابی کا مسئلہ ہے۔ ان دونوں کی ترسیل کا بندوبست کریں۔

محمد تقی مدرس
مدرسہ نوریہ نوربخشیہ شگر

ناچیز نوائے صوفیہ کا دلدادہ ہے اور ہمیشہ کراچی مرکز سے یہ رسالہ خرید کر پڑھتا ہوں جو میرے لئے ہمیشہ ایک مسرت بخش تجربہ ثابت ہوتا ہے۔

شکور علی شکور
منظور کالونی کراچی

میرے نام نوائے صوفیہ اور نجم الہدیٰ کی ایک کاپی ارسال فرمائیں ۔ رقم ملنے پر ارسال کروں گا ۔

(جواب ۔ کتاب کی قیمت اور رسالے کا چندہ ارسال کرنے پر آپ کی فرمائش پوری کی جائے گی ۔)

محمد الیاس نوری ہلدی

آپ نے حضرت علامہ سلطان علی سے متعلق اس گناہگار کا ایک مضمون شائع کیا تھا ۔ یہ آپ کی سراسر ذرہ نوازی اور ہمت افزائی ہے ۔ اس خط کے ساتھ محسن نوربخشیہ حضرت علامہ سلطان علی کے علوم و معارف پر ایک مضمون پیش خدمت ہے امید ہے کہ آپ اسے نوائے صوفیہ میں شائع کر کے میری مزید ہمت افزائی کریں گے ۔

محمود احمد مفکر بلغار گانچھے

بین الاقوامی شہرت کے حامل رسالہ نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت پر آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ مذہب صوفیہ کے تشخص کو عالمگیر شہرت کا حامل بنانے میں یہ رسالہ ایک نشان راہ کی سی حیثیت رکھتا ہے نیز مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی دینی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لئے بھی یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔

محمد بشیر خپلو بالا

عبداللہ صاحب کا مضمون "کمپیوٹر" طالب علموں کے لئے بہت مفید تھا ۔ لداخ کے سید مرتضیٰ صاحب کو سلام ۔ ان سے عرض ہے کہ کشمیر کی لائبریریوں میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ کتابوں کے بارے میں معلومات لیں اور نوائے صوفیہ کے توسط سے پاکستان کے اہل نوربخشیہ کو مستفید کریں ۔

طارق الرحمن دم سی کراچی

نوائے صوفیہ نظروں سے گزرا تو اول تا آخر پڑھا مجھے بھی خریداروں میں شامل کریں ۔

محمد سرور کسار پہ کریس

جواب ۔ آپ سے بھی التماس ہے کہ مستقل خریداری کی خاطر سالانہ چندہ ارسال کرنا ضروری ہے ۔

اس سے قبل بھی ایک خط لکھا تھا مگر رسالہ موصول نہیں ہو رہا ہے جبکہ میں اس کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں ۔

محمد اسماعیل حامی کریس بلتستان

(جواب ۔ جناب حامی صاحب آپ رسالے کا چندہ ارسال فرمائیں تاکہ آپ کا نام مستقل خریداروں کی فہرست میں شامل ہو سکے ۔

رسالے کی خدمات سونے کے قلم سے لکھے جانے کے قابل ہیں ۔ میری دعا ہے کہ غازی صاحب ، حسنو صاحب اور علامہ صاحب کی ہماری بھی عمر بھی لگ جائے ۔

اعجاز حیدر اعجاز
ہائی اسکول مچلو

نوائے صوفیہ پڑھنے کا اتفاق ہوا جو بہت معیاری اور دلچسپ تھا ۔

غلام حیدر اسفرائنی
ہائی اسکول مچلو

وقت کے نشیب و فراز اور شورش حالات میں ہمیں ہمارا محبوب رسالہ ہی واحد ذریعہ ہے جس کو پڑھ کر روحانی سکون ملتا ہے ۔

محمد علی ساقی اینڈ
بسمل ہری کوٹی کراچی

نوائے صوفیہ کا شمار اب ملک کے چیدہ رسالوں میں ہوتا ہے ۔ ہم سب کی یہی خواہش رہتی ہے کہ اس کی اشاعت خلل پذیر نہ ہو ۔

این ایم نورانی

جواب ۔

خلل پذیر بود ہر بنا کہ می بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

نوائے صوفیہ بہت دلچسپ رسالہ ہے ۔ میں اپنے دوستوں سے لے کر پڑھتا ہوں ۔ براہ کرم میرے نام بھی رسالہ وی پی پی کے ذریعے بھیج دیں ۔

اسد علی فیضی چھوار چھوربٹ

جواب ۔ محترم اسد صاحب ۔ آپ اگر سالانہ چندہ مبلغ ۱۲۰ روپے ارسال کریں تو آپ کو رسالہ ہر مہینے ملنا شروع ہو جائے گا ۔

۔۔۔۔کرلیا

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

عرصہ زیست کا سفر تنہا تمام کر لیا
ہم نے ترے بغیر بھی صبح کو شام کر لیا

باغ کے وسط میں تھے ہم، باغ کے عقب میں تھے تم
پھر بھی پسِ حصار سے تجھ کو سلام کر لیا

دل کی خوشی الگ الگ، روح کے غم جدا جدا
شامل تو اپنے نام میں میرا بھی نام کر لیا

اس میری تیغ تیز کے شایاں مرے عدو نہ تھے
عین عروجِ جنگ میں جس کو نیام کر لیا

منزلِ وہم تھی مرے فکر کی آخری کڑی
سارے یقیں گماں ہوئے، پختہ کو خام کر لیا

رنج و بلائے ہجر کی منزلِ سخت ہے حیات
تو نے ہے کیوں تہیہ عیشِ دوام کر لیا

جس کے سبب سے دور ہوں تجھ سے خدا کے بندگاں
اس بندگی کو خود پہ ہے میں نے حرام کر لیا

ملتا ہوں خود سے روز و شب تیری تلاش چھوڑ کر
میں نے سکونِ قلب کا یہ اہتمام کر لیا

اے خوش خصال و خوش ادا، چاہیے اور تجھ کو کیا
مسجدِ اعتبار کا تجھ کو امام کر لیا

یوں تو امان تھا کدھر؟ دشتِ بلا کا تھا سفر
خیمہ یار میں مگر شب بھر قیام کر لیا

میں نے تو تیری بات کو دل میں چھپا کے رکھ لیا
اور تو نے میرے راز کو دہر میں عام کر لیا

کیا ہیں مرے نصیب میں ان سے کشوں کی محفلیں؟
جن کو مدینے والے نے اپنا غلام کر لیا

تری ادائے شوخ پہ مر کر حیات نو ملی
جامِ بقا کی طرح کا زہر نے کام کر لیا

رات غم و گداز کی، بات راز و نیاز کی
ہم نے یہ رمزِ خاص بھی نذرِ عوام کر لیا

غازی مکیں ہے وہ حسیں شہرِ خواب و خیال کا
شعر کہا تو یوں مجھ اس سے کلام کر لیا